﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِاللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ﴾ (آل عمران: ۷۴) ﴿... عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل: ۸۰)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۳ جمعۃ المبارک ۱۶ فروری ۱۹۹۶ء شمارہ ۷

درس قرآن کریم کی نہایت بابرکت روح پرور عالمی مجلس

ایم ٹی اے کے ذریعہ قرآن مجید کے عالمگیر پیغام کی آفاقی اشاعت

لندن (۷ فروری). اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ رمضان کے بابرکت ایام میں حسب معمول مسجد فضل لندن سے ہفتہ سے جمعرات تک (متواتر چھ دن) روزانہ لندن وقت کے مطابق ساڑھے گیارہ بجے قبل از دوپہر سے ایک بجے تک سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قرآن کریم کا درس ارشاد فرماتے ہیں جو ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ مختلف زبانوں میں رواں ترجمہ کے ساتھ دنیا بھر میں نشر کیا جاتا ہے اور لاکھوں افراد اس سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ آیات اور سورتوں کے باہمی ربط اور مشکل الفاظ کے لغوی معنی بیان کرنے کے علاوہ مختلف مفسرین کی تفاسیر پیش کر کے ان پر محاکمہ فرماتے ہیں اور ان آیات میں مضمر گہرے پر حکمت مضامین کو نہایت دلنشین اور آسان پیرایہ میں سمجھاتے ہیں۔ اس کے علاوہ مستشرقین کے اعتراضات کے جوابات اور جدید تحقیقات اور سائنسی شواہد کے حوالہ سے بھی قرآن مجید کی عظمت اور صداقت کو آشکار فرماتے ہیں۔ ان نہایت ہی بصیرت افروز، پر حکمت اور پر معارف دروس کا خلاصہ تو یہاں بیان کرنا ممکن نہیں۔ احباب کو چاہئے کہ جو یہ درس نہیں سن سکے وہ ان کی کیسٹس حاصل کر کے براہ راست حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز میں علوم و معارف قرآن سے آگاہی حاصل کریں۔

۴ فروری کے درس القرآن کے دوران حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ورثہ سے متعلق قرآنی تعلیمات کی حکمت اور فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ بدقسمتی سے کئی ممالک میں مسلمان ان تعلیمات پر عمل پیرا نہیں ہیں جس کے نتیجے میں ورثہ کے معاملہ میں سارا اسلامی معاشرہ تباہ ہو چکا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید ورثہ کے متعلق احکامات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ خواہ مال تھوڑا ہو یا زیادہ یہ ایک فرض حصہ ہے جس کی ادائیگی لازمی ہے۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

رمضان میں خدا قریب تر آجاتا ہے۔ اگرچہ خدا ہمیشہ قریب ہے مگر بعض وصال کے دن ہوتے ہیں۔

خدا کو اس طرح کمائیں کہ وہ قریب دکھائی دینے لگے اور ایسا قریب ہو کہ اس کی قربت کے آثار آپ کی ذات میں ظاہر ہوں۔

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲ فروری ۱۹۹۶ء)

لندن (۲ فروری) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے قرآنی آیات کی روشنی میں رمضان کے فضائل و برکات کا ذکر فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ اب جبکہ ہم رمضان کے دوسرے عشرہ میں داخل ہو چکے ہیں یوں لگتا ہے کہ دنوں اور راتوں کی رفتار تیز ہو گئی ہے۔ "ایاما معدودات" یہ تھوڑے سے دن ہیں۔ اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ اتنے اچھے دن مگر کتنے تھوڑے ہیں۔ اس لئے جو کچھ بھی کمانا ہے اس عرصہ میں کمالو اور اس حد تک کمالو کہ سارا سال کام آئے۔ حضور ایدہ اللہ نے آیت کریمہ "واذا سالک عبادی عنی فانی قریب" کے مضامین بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک پہلو سے یہ دعوت عام ہے کہ خدا دور نہیں ہر وقت ساتھ ہے۔ دوسرا اس کا مطلب یہ ہے کہ محمدؐ رسول اللہ کی زندگی کا لمحہ لمحہ اس بات پر گواہ ہے کہ میں قریب ہوں اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری پکار کا بھی اسی طرح قریب سے جواب ملے جیسے محمدؐ رسول اللہ کی پکار کا جواب آتا ہے تو اس کا طریق یہ ہے کہ "فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی" ۔ وہ میری پکار کا جواب دیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔ حضور نے بتایا کہ حضرت محمدؐ رسول اللہ سے بڑھ کر کسی نے اللہ کی قربت نہیں کمائی اس لئے کہ آپؐ نے ہر لمحہ خدا کی باتوں پر لبیک اللھم لبیک کہا ہے اور آپ نے اللہ کی رضا کو اپنی جان پر سوار کر لیا تھا۔

حضور نے فرمایا کہ رمضان میں خدا قریب تر آجاتا ہے اگرچہ خدا ہمیشہ قریب ہے مگر بعض وصال کے دن ہوتے ہیں۔ یہ موسم خدا کے ملنے کا موسم ہے۔ اس قرب کے دور میں جو زاد راہ کمانا ہے وہ خدا خود ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ قربت ایک جامد مقام نہیں بلکہ اس کے لامتناہی درجات ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس مہینہ میں جب خدا قریب تر آیا ہوا ہے اب اسے ایسا پکڑ لیں کہ وہ سارا سال اس سے پیچھے نہ ہٹ سکے۔ خدا کو اس طرح کمائیں کہ وہ قریب دکھائی دینے لگے اور ایسا قریب ہو کہ اس کی قربت کے آثار آپ کی ذات میں ظاہر ہوں۔

باقی صفحہ نمبر ۴ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

سالہائے گزشتہ کی طرح امسال بھی رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ درس القرآن کا فیض عام جاری ہے۔ اس درس سے اکناف عالم میں مختلف رنگ و نسل کے متلاشیان علم و عرفان بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ درس کا ساتھ کے ساتھ انگریزی، عربی، ترکی، روسی، جرمن اور فرانسیسی زبانوں میں ترجمہ بھی پیش کیا جاتا ہے۔ ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ قرآن مجید کے عالمگیر پیغام کی اس آفاقی پیمانہ پر اشاعت کی توفیق جس طرح اس دور میں جماعت احمدیہ کو مل رہی ہے اس کی مثال نہ سابقہ اسلامی تاریخ میں کہیں ملتی ہے اور نہ موجودہ زمانہ میں کہیں اور نظر آتی ہے۔ صدق دل سے کوئی غور کرنے والا ہو تو یہ حقیقت اس پر خوب واضح ہو جائے گی کہ خدمت قرآن مجید کی یہ منفرد سعادت بھی جماعت احمدیہ کی صداقت کا ایک روشن ثبوت ہے۔ اگر جماعت احمدیہ سچی نہیں تو پھر خدمت قرآن کریم کا یہ عظیم اعزاز اللہ تعالیٰ نے کیوں صرف اسی جماعت کو عطا فرمایا ہے؟ الیس منکم رجل رشید؟

ہفتہ ۲۷ جنوری ۱۹۹۶ء

آج کے درس القرآن میں حضور انور نے سورۃ النساء کی آیت نمبر ۴ کی بقیہ تفسیر مکمل فرمائی۔ اس ضمن میں تعدد ازدواج کے بارہ میں غیر مسلم مستشرقین کی بیان کردہ تفاسیر اور ان کی غلط باتوں کی پرزور دلائل سے تردید فرمائی۔ آخر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعدد ازدواج کے موضوع پر ایک جامع حوالہ پیش فرمایا۔

اتوار ۲۸ جنوری ۱۹۹۶ء

سورۃ النساء کی تفسیر کے تسلسل میں مستشرقین کے مزید حوالہ جات اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے بعض اقتباسات پیش فرمائے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں بھی تعدد ازدواج کا طریق پایا جاتا ہے۔ آخر میں لونڈیوں سے سلوک کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات کا ذکر ہوا۔

سوموار ۲۹ جنوری ۱۹۹۶ء

آج کے درس القرآن میں حضور انور نے نصرانی فرقہ اور ان کے پرانے لٹریچر کے بارہ میں تحقیق کی ہدایت فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ جہاں اس درس میں میں غیر مسلم مستشرقین کی غلط باتوں اور تفاسیر کی پرزور تنقید کرتا ہوں وہاں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ ان میں سے بعض بہت ہی صاف دل اور انصاف پسند مستشرقین بھی ہیں جن کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے اور ان کے لئے میں دعا کی بھی تحریک کرتا ہوں۔ اس تمہیدی ذکر کے بعد آیت نمبر ۴ کی تفسیر کے سلسلہ میں حضور انور نے بعض انصاف پسند مستشرقین کے بعض حوالہ جات پڑھ کر سنائے۔ آخر میں بائبل کے ان مقامات کی نشاندھی کی جہاں تعدد ازدواج کا ذکر ملتا ہے۔

منگل ۳۰ جنوری ۱۹۹۶ء

کل کے درس کے تسلسل میں مستشرقین کے چند مزید حوالہ جات کا ذکر کرنے کے بعد حضور انور نے عیسائی راہبوں اور راہبہ عورتوں کی گری ہوئی اخلاقی حالت کا خود عیسائی لٹریچر کی روشنی میں تذکرہ کیا۔ مختلف ممالک میں ناجائز بچوں اور Child Abusc کے اعداد و شمار کا ذکر کیا۔

★ آج کے درس میں حضور انور نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے بارہ میں کافی تفصیل سے ذکر کیا اور بتایا کہ اس کا دنیا کے دوسرے ٹیلی ویژن نظاموں سے بہت نمایاں فرق ہے۔

★ آج کے درس میں حضور نے AIDS کی بیماری کا طبی اور روحانی پس منظر بہت تفصیل سے بیان کیا۔ جب بے حیائی بڑھ جاتی ہے تو قدرت اس کی سزا دیتی ہے۔ اس ضمن میں حقیقی فلسفہ کی وضاحت اور قرآن و حدیث اور مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں AIDS کا تفصیلی ذکر فرمایا۔

بدھ ۳۱ جنوری ۱۹۹۶ء

کل کے درس کے تسلسل میں AIDS کے بارہ میں مزید امور کا تذکرہ۔ مختلف ممالک میں ایڈز کے اعداد و شمار۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے طاعون کی وباء میں بھی بہت مشابہت ہے۔ ہر دو کے زمانہ میں طاعون پھوٹی اور جس طرح حضرت مسیح ناصریؑ کے سو سال بعد طاعون نے پھر زور دکھایا اسی طرح اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں پہلی طاعون کے قریباً سو سال بعد AIDS کا زور ہوگا جس کو ڈاکٹرز کے بیان میں "ایک قسم کی طاعون" تسلیم کیا گیا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ احمدیوں کا فرض ہے کہ AIDS کی وباء کے بارہ میں دنیا کو پہلے سے خوب کھل کر متنبہ کردیں تاکہ دنیا روحانی و جسمانی ہلاکت سے بچ سکے۔ اس سلسلہ میں ہومیو پیتھی علاج بھی کرنا چاہیے۔

باقی صفحہ نمبر ۴ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: **درس قرآن کریم کی نہایت بابرکت روح پرور عالمی مجلس**

حضور نے فرمایا کہ افسوس ہے کہ احمدیوں میں بھی بہت سی جگہ پر یہ باتیں رائج ہو گئی ہیں۔ ایک موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یہ اعلان فرمایا کہ اب میں ایک گویا اعلان جنگ کر رہا ہوں ان لوگوں کے خلاف۔ پہلے تو نصیحتیں کی جاتی تھیں مگر اب اگر ایسا ہوا تو ایسے لوگوں کو جماعت سے خارج کر دیا جائے گا جو اپنی بہنوں کے حق مار کے بیٹھے ہوئے ہیں اور بہت سی ایسی بہنیں تھیں جو عملاً آواز نہیں اٹھا رہی تھیں۔ اس سے سمجھا گیا کہ ان کی مرضی شامل ہو گئی ہے۔ وہ تو ڈر کے مارے بیچاری بولتی نہیں تھیں۔ جب یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا خطبہ آیا ہے تو بے حد مطالبے شروع ہو گئے اور آج تک بھی میرے پاس آتے رہتے ہیں۔ بہنیں کہتی ہیں ہمیں طاقت نہیں ہے. ہمارے لئے کوئی بولنے والا نہیں ہے، ہم بولیں تو بری بنیں گی گھر میں، ہمارے ساتھ ذلیل سلوک کیا جائے گا. اگر کچھ نہیں تو ہمیں کوڑھیوں کی طرح ایک طرف پھینک دیں گے اور ہم میں یہ جرات نہیں ہے۔ تو میں ان سے کہتا ہوں خدا نے تمہیں جو حق دیا ہے تمہیں جرات سے کام لینا چاہئے کیونکہ اگر تمہاری خاموشی اور تمہاری کمزوری ان ظالموں کے ہاتھ مضبوط کرے گی تو ان کے گناہ کا ایک حصہ تم بھی کماؤ گی کیونکہ وہ اس پر دلیر ہوتے چلے جائیں گے۔ ہر احمدی عورت کو جس کا حصہ مارا گیا ہے میدان میں آنا چاہئے۔ خدا نے فریضہ مقرر کیا ہے۔ اس کو لازماً قضا کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے کہ اس کا ردعمل کیا ہے اور اگر ایسا کریں گے تو پھر آئندہ لوگوں کو نصیحت ہوگی، خوف پیدا ہوگا اور وہی مضمون ہوگا "فشرد بھم من خلفھم" جو چند سامنے آتے ہیں ان سے ایسی سختی کرو کہ پچھلے ڈر جائیں۔ پھر ان کو جرات ہی نہ پیدا ہو۔ اب چونکہ پہلوں سے نہیں ہوا اور بہت سے ایسے زمیندارہ خاندان ہیں جن میں جہاں تک میرا علم ہے ابھی تک بھی اس کی پرواہ نہیں کی جا رہی۔ اس لئے اس کو مثال بنا بنا کر اگلے لوگوں نے بھی پکڑ لیا۔ اس کے خلاف جماعت کو بہرحال اب جہاد کرنا ہوگا۔ یہ "نصیباً مفروضا" لازماً دلوانا ہے اور اس معاملہ میں خواہ کئی پرانے خاندانوں کو بھی جماعت سے خارج کرنا پڑے قطعاً کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ ان کا نکلنا باعث برکت ہوگا۔ کیونکہ اللہ کے حکم کی تائید میں، اس کی حفاظت کی خاطر ان کو نکالا جا رہا ہے۔ اس کی کمی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پوری فرمائے گا۔ اس کی بالکل پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ جہاں کوئی بہن اپنے طور پر حصہ چھوڑنا چاہتی ہے اس کے اوپر وہی اصول صادق آئے گا جو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا فتویٰ اس مرد کے متعلق تھا جس نے کہا تھا کہ میری بیوی نے حق مہر معاف کر دیا ہے۔ وہ پہلے اس کو دیں اس کے بعد پھر وہ واپس کر دے تو شوق سے واپس کر دے۔

حضور نے فرمایا لیکن میں ابھی بتا دیتا ہوں کہ رسک (Risk) بڑی ہے۔ شاذ ہی کوئی بہن ہوگی جو کہے کہ یہ میں واپس کرتی ہوں اور ان کو دے دے۔

حضور نے فرمایا اس ضمن میں ایک اور مسئلہ بھی اٹھ کھڑا ہوتا ہے جو یہاں زیر نظر آنا چاہئے۔ ایک اور آدمی جو ورثے میں کچھ پاتا ہے اس نے وصیت بھی کی ہوئی ہے اور اپنا ورثہ دوسرے وارثوں کو ہبہ کر دیتا ہے کہ مجھے ضرورت نہیں۔ اب وہ مرتا ہے تو اس کی وصیت کا کیا معاملہ ہوگا؟

ایک ایسا کیس میرے سامنے آیا تو میں نے اصولی ہدایت دی کہ آئندہ ہرگز اس بات کو قبول نہ کیا جائے کہ میں نے ورثہ اس کو دے دیا تھا۔ تم نے جو اس کو دیا وہ اپنا حق چھوڑا ہے لیکن تم اس سے پہلے خدا سے وعدہ کر چکے ہو کہ میں اپنی کل جائیداد کا ۱۰/۱ حصہ خدا کو دوں گا یا دوں گی۔ اس وعدہ خلافی کا تمہیں کوئی حق نہیں ہے کیونکہ تقسیم ورثہ وصیت کے بعد ہوتی ہے جو وصیت یا قرض واجب ہیں ان کے بعد باقی ورثہ تقسیم ہوتا ہے اور یہ جو حصہ ہے یہ قرض کی صورت ہے جو تم اللہ کو دے بیٹھے ہو. اسے واپس نہیں لے سکتے۔ تو ایسی وصیت اس وقت تک منظور نہیں ہوئی جب تک وارثان نے وہ حصہ بھی ادا نہیں کر دیا جو مرنے والے پر واجب آتا تھا اگر وہ اپنا حصہ وصول کر لیتا۔ ایسا ہی معاملہ انگلستان میں بھی پیش آیا۔ باہر بھی پیش آتے رہتے ہیں۔ ایک معین کیس میرے سامنے نہیں ہے۔ بہت سے ہیں جو بعد میں میرے سامنے آئے ان پر یہی اصول چلا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اپنا ورثہ چھوڑنا اور بات ہے اور اپنے حقوق کی ادائیگی سے انحراف اور چیز ہے۔ حصہ چھوڑنے کی اجازت ہے جبکہ حقوق کی ادائیگی پر یہ بات اثر انداز نہ ہو۔ وہ تمہیں بہرحال ادا کرنے ہونگے۔

حضور نے فرمایا کہ دوسرا پہلو ہے شادیوں کا، جس مسئلے پر اس مسئلے نے بہت برا منفی اثر ڈالا ہوا ہے۔ کئی زمیندار خواتین اور بچیاں ایسی ہیں جن کی شادیاں محض اس لئے نہیں ہو رہیں کہ وہ صاحب جائیداد ہیں۔ وہ خاندان صاحب جائیداد ہیں۔ اگر ماں باپ مریں تو بیٹیاں بہت سی زرعی زمین ورثے میں پائیں گی۔ اگر وہ دوسرے خاندان میں بیاہی جائیں، اگر حسب نسب کو نہ دیکھا جائے اور رشتہ تقویٰ کے اوپر ہو تو ہو سکتا ہے کہ وہ ایک غریب ایسے شخص کو بیاہی جائیں جس کو یہ زمیندار لوگ کمین کہتے ہیں۔ یعنی بے جائیداد کے لوگ جو ہاتھوں کی کمائی کھاتے ہیں۔

حضور نے فرمایا یہ لفظ بہت ہی ظالمانہ ہے۔ ان کو کمین کہنے کا ہرگز کوئی شرعی جواز نہیں ہے۔ مراد ان کی یہ ہے کہ ایک فخر ہے کہ ہم زمیندار ہیں، زمینوں پر پلنے والے لوگ ہیں۔ یہ ہاتھوں کی کمائی کھاتے ہیں۔ اب وہی زمیندار یہاں آ کر ٹیکسی ڈرائیو (Drive) کرتے ہیں اس وقت ان کو شرم نہیں آتی۔ زمیندار پھر بھی وہیں کے وہیں رہے۔ تو یہ ہاتھوں کی کمائی زیادہ معزز ہے۔ ورثے کی کمائی بھی کھاتے ہو تو کھاؤ لیکن اصل بابرکت کمائی وہی ہے جو محنت سے کمائی جاتی ہے، جو اپنے خون پسینے سے ہاتھ آتی ہے۔ ایسے لوگوں کو ذلیل کر دینا اور جو ورثہ پاتے ہیں ان کو عزت دینا یہ ناجائز ہی نہیں قرآن کریم میں اس کے اوپر بہت ہی ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا گیا ہے

..... قرآن نے غریبوں پر اور خصوصیت سے مزدوروں پر طعن کرنے پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے اور جن کو پیشہ ور کہتے ہیں وہ ہیں ہی مزدور لوگ جو اپنے ہاتھ کی اپنے فن کی کمائی کھاتے ہیں۔

حضور نے بتایا کہ بعض زمیندار اس بات کی کڑی شرط رکھتے ہیں کہ ان کی بچیوں کے رشتے اپنے ہم پلہ زمینداروں میں ہی طے ہوں اور اس کے نتیجے میں بچیاں متاثر ہوتی ہیں، ان کی عمریں ڈھلتی جاتی ہیں اور رشتے نہیں ہو پاتے۔ حضور نے فرمایا کہ یہی وہ مواقع ہیں جہاں جماعت کو اپنی ولایت کا حق استعمال کرنا چاہئے۔ خلیفہ وقت کو جو ولایت کا حق ہے وہ انہیں معنوں میں ہے کہ جہاں بھی ولایت کا ناجائز استعمال ہو رہا ہو، قرآن کی روح کے منافی فیصلے ہو رہے ہوں ولایت اس غرض سے ملتی ہے کسی کو کہ کسی کے حقوق کا خیال رکھے، اس کے مفاد کی حفاظت کرے۔ جب ولایت بالکل برعکس موقع پر استعمال ہو رہی ہو اور حقوق دبانے کے لئے اور اس کے مفاد کے خلاف فیصلے کرنے کے لئے ایک دھونس کے طور پر استعمال ہو وہ ولایت پھر کالعدم ہو جاتی ہے۔ ہرگز ولایت نہیں رہتی وہ ولایت پھر خدا کے قائم کردہ نظام کی طرف لوٹتی ہے۔ ان معنوں میں خلیفہ ولی ہو جاتا ہے۔ اس کو خدا نے حق دیا ہے ایسی صورتوں میں جب وہ سمجھے کے ولایت کے غلط استعمال کے نتیجے میں بچیوں کا یا بعض دوسروں کا نقصان ہو رہا ہے تو خود فیصلہ کرے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ پس ایسے سارے معاملات کو قضاء سے پہلے مرکز کی طرف بھیجنا چاہئے۔ بہتر یہ ہے کہ اصلاح و ارشاد اور امور عامہ اور ان کے ساتھ انجمن کسی اور نظارت کا نمائندہ مقرر کر دے یا علماء میں سے، بے شک باہر سے ہوں، ایک دو مقرر کر کے ایک کمیٹی بنا دی جائے۔ ان میں اگر وکیل ہوں تو وہ بھی بہتر ہے۔ اس کمیٹی کی طرف تمام ایسی بچیاں جو غلط سلوک کی شاکی ہیں وہ اپنے حالات لکھ کر بھیجیں۔ پھر اس کمیٹی کا فرض ہے کہ اخلاقی دباؤ ڈالے، سمجھائے۔ جہاں مشکلات میں مدد ہو سکتی ہے مدد کرے اور جن لوگوں کو ہلاکت سے بچا سکتی ہے، بچا لے۔ اگر ناکام رہے تو پھر بچیوں کو سہارا دے، ان کو وکیل مہیا کرے کہ وہ قضاء میں جائیں۔ اور پھر اگر ان لوگوں نے قضائی فیصلے کی نافرمانی کی تو قطعی طور پر، قطع نظر اس کے کہ ان کا جماعت میں کیا مقام بنا ہوا ہے ان کو جماعت سے نکال کر باہر پھینک دیا جائے گا۔ نظام جماعت، نظام خلافت کا وہ حصہ رہ ہی نہیں سکتے اگر اس بنیادی حکم کی وہ کھلم کھلا نافرمانی کر رہے ہیں بلکہ بغاوت کر رہے ہیں۔ ایک انفرادی نافرمانی ہوتی ہے وہ ایک انسان کے ساتھ ہے۔ خدا اس کا حساب کتاب خود اس کے ساتھ کرتا ہے۔ ایک ہے قومی بغاوت۔ اس میں نظام کو اختیار ہی نہیں ہے نظر بند کرنے کا، آنکھیں پھیرنے کی اجازت ہی نہیں ہے۔ اس لئے ہم مجبور ہیں۔ یہاں رحم کے نام پر کوئی بات نہیں چلے گی۔ یہ وہ مقام ہے جہاں ہم مجبور ہیں، ہمارے اختیارات محدود ہیں۔ ہمارے علم میں آئے تو لازماً وہی کارروائی کرنی ہوگی جس کا قرآن تقاضا کرتا ہے کہ انضباطی کارروائی مضبوطی کے ساتھ اور پھر اس بات کی پرواہ نہیں ہوگی کہ وہ جماعت میں رہنا چاہتے ہیں یا نہیں چاہتے۔ یہ صفائی ضروری ہے۔ جہاں جہاں بھی اس اصول پر ہم نے صفائی کا کام کیا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ کبھی بھی کوئی نقصان جماعت کو نہیں پہنچا بلکہ غیر معمولی فوائد ہوئے ہیں۔ مالیاتی نظام میں بھی جہاں صفائی کا کام کیا گیا وہاں پہلے سے بہت بڑھ کر چندے بڑھ گئے اور ان لوگوں کے اموال میں بھی برکت پڑی جنہوں نے اس راہ میں قربانیاں دیں۔

انفرادی طور پر بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص پر ابتلا آ جاتا ہے۔ خدا کی خاطر ایک حرام مال، حرام کی کمائی سے رکتا ہے اور فوراً اس کا کچھ نہیں بنتا ان استثناءات کی میں بات نہیں کر رہا۔ عمومی طور پر ایسے لوگوں کا حال بتا رہا ہوں کہ بلاشبہ یقینی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ لوگ جو پہلے حرام کاموں میں ملوث تھے ان کی زندگیوں کی کیفیتیں بدل گئیں۔ ان کے اموال میں برکت پڑی۔ جو چند استثناء ہیں ان کا حال اللہ جانتا ہے کہ وہ کیوں استثناء ہیں۔ ان کے رویے کے اندر، ان کی نیتوں کے اندر، ان کے تعاون کے طرز عمل میں پتہ نہیں کیا کیا باتیں تھیں جن کے نتیجے میں ان کے ابتلا کو لمبا کر دیا گیا ہے یا محض ابتلا آیا ہے۔ اس دور سے گزر جاؤ تو پھر خدا تعالیٰ تمہیں بہت برکت دے گا۔

اس دور پر جو ابتلاء کا دور ہے وہ ایسے لوگ جو اس دور پر ہیں یا اس میں سے گزر رہے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ اپنی اطاعت کی روح کو زخمی نہ ہونے دیں۔ صبر اور شکر کے ساتھ اس امتحان سے گزریں اور بار بار جماعت کو یہ طعنے نہ دیں کہ آپ نے کہا تھا، ہم نے چھوڑ دیا، یہ مصیبت پڑ گئی۔

فرمایا۔ جب مجھے بھی ایسا لکھتے ہیں تو یوں لگتا ہے جیسے میں ہی ذمہ دار بن گیا ہوں ساری مصیبت کا۔ وہ یہ کیوں نہیں کہتے کہ خدا نے کہا تھا، ہم نے مانا، یہ مصیبت پڑ گئی۔ اس کی جرات ہی نہیں۔ فرمایا مجھے کیا حق ہے کہ کسی کے اموال میں دخل دوں۔ میں نے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بات پہنچائی تھی اور زور دیا تھا کہ مجھے اختیار ہی نہیں ہے کہ یہ بات سن کر، علم میں آنے کے باوجود میں اس کے برعکس کسی چیز کی اجازت دوں اس لئے میرا اختیار نہیں۔ اگر مانو گے تو محمدؐ رسول اللہ کی بات مانو گے۔ نہیں مانو گے تو پھر میرے ساتھ بھی تعلق کٹے گا۔ یہ ہے فیصلہ دو ٹوک۔ اس پر جب وہ لکھتے ہیں کہ جی آپ نے فرمایا تھا ہم مان گئے اب بتائیں کیا کریں۔ نہ نوکری مل رہی ہے نہ دوسری بزنس کا انتظام ہو رہا ہے۔ ان کو میرا جواب یہ ہے کہ پھر خدا سے لڑیں اگر لڑ سکتے ہیں تو۔ اس سے شکوہ کریں اگر شکوہ کا حق ہے۔ ہرگز کوئی شکوہ کا حق نہیں۔ اس کا تو مطلب ہے کہ اگر یہ دلیل مان لی جائے تو ہر شخص حرام کی طرف یہ کہہ کر دوڑ سکتا ہے کہ اگر حرام نہ کروں تو میں غریب ہو جاؤں گا۔

حضور نے استفسار فرمایا کہ کیا یہ دلیل جائز ہے؟ پھر چوریاں بھی کرو، پھر ڈاکے بھی ڈالو، پھر قتل بھی کرو، پھر یتامیٰ کے مال بھی غصب کرو اور روکا جائے تو رک کر. الٹ کے کہو کہ دیکھیں آپ نے کہا تھا کہ اسلام اجازت نہیں دیتا اب ہم کیا کریں۔ یتیم کا مال اس کو مل گیا ہمارے بچے بھوکے مر جائیں۔ فلاں کا مال غصب کیا ہوا تھا آپ نے زبردستی اس کو دلوا دیا اب ہمارے حقوق کہاں گئے۔

حضور نے فرمایا پھر تمہارے حقوق وہی ہیں جو ہاتھ کی کمائی کے رہ گئے ہیں۔ اور اس میں بھی عزت ہے۔ اس کو بھی قرآن کریم نے معزز پیشہ گردانا ہے۔ پھر از سر نو سفر شروع کرو۔ فرضی عیش و عشرت کے جو محل بنائے ہوئے تھے وہ حرام کے کام پر بنائے ہوئے تھے ان کا تمہیں حق نہیں تھا۔ خدا نے اس غلاظت سے تمہیں نکالا ہے اس لئے جماعت پر احسان نہ جتاؤ، جماعت کے احسان مند ہو جاؤ۔ پھر زیادہ قرین قیاس ہے کہ تمہیں برکت ملے گی ....

حضور نے فرمایا کہ پس ان زمینداروں کو جو "کثرٌ" سے ڈرتے ہیں کہ بہت بڑی جائیداد ہے۔ یہ بیٹیاں یا بہنیں لے کر کہیں اور چلی جائیں گی ان کو میں کہتا ہوں کہ جائیدادیں بنانا، بڑھانا، برکت دینا خدا کے ہاتھ میں ہے اور کم کر دینا بھی خدا کے ہاتھ میں ہے۔

قادر ہے وہ بارگہ جو ٹوٹا کام بناوے ☆ بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے

تمہاری جائیدادیں حرام کی کمائی ہوئی یا غصب کی ہوئی تمہارے کسی کام نہیں آئیں گی عین ممکن ہے کہ جائیدادیں تو بڑھ جائیں مگر برکتیں اٹھ جائیں۔ گھروں میں مصیبتیں پڑ جائیں۔ اولاد تمہاری دشمن ہو جائے، تم ایک دوسرے کے گلے کاٹنے لگو اور وہ مال لعنت بن جائیں جن اموال کی حرص میں تم نے قرآنی احکام کو نظر انداز کیا تھا۔

(ساتویں قسط)

مسیحیت

ایک سفر حقائق سے فسانہ تک

Christianity —— A journey from facts to fiction

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی معرکہ آراء انگریزی تصنیف کا اردو ترجمہ

[یہ اردو ترجمہ مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی (سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل حال جرمنی) نے کیا ہے جسے ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے ۔ مدیر]

انسانی دکھوں کے تسلسل کا جاری رہنا

اس بارہ میں کہ آدم اور حوا کو کیوں اور کس طرح سزا ملی تھی انسان بائبل کا بیان پڑھ کر حیران ہوئے بغیر نہیں رہتا اور گہری سوچ میں پڑ جاتا ہے کہ کیا واقعی آدم اور حوا کا دور شروع ہونے سے قبل عورتیں بچے کی پیدائش کے وقت اٹھنے والی دردوں اور دیگر متعلقہ تکلیفوں سے بالکل نا آشنا تھیں اور کیا واقعی ان دردوں اور تکلیفوں کا آغاز آدم اور حوا کو ملنے والی سزا کے وقت سے ہوا۔ کوئی سائنس دان ایسا نہیں مل سکتا جو تخیل کی ایسی بے تکی پرواز میں یقین رکھتا ہو۔ سائنسی دریافتوں کے بعد سے ہمارے پاس اس امر کی وافر اور ناقابل تردید شہادتیں موجود ہیں کہ آدم اور حوا سے بہت پہلے ہی انسان کرہ ارض کے تمام براعظموں حتیٰ کہ بحرالکاہل کے دور دراز جزیروں پر قابض ہو چکا تھا اور وہ اپنی بقا کے لئے سخت مشقت اٹھا رہا تھا۔ لہذا یہ کہنا کہ آدم اور حوا اس زمین پر سکونت اختیار کرنے والے پہلے انسان تھے اور یہ کہ انہوں نے گناہ کیا اور اس کی پاداش کے طور پر یہ سزا مقرر ہوئی کہ عورت دکھ درد میں مبتلا ہو کر بچہ جنے تاریخی طور پر غلط ثابت ہو چکا ہے۔ کرہ ارض پر زندگی کے آغاز اور اس کے بعد کے ادوار کے بارہ میں جو بہت گہری اور وسیع ریسرچ منظر عام پر آ چکی ہے اس نے اس نظریہ کی تردید کا کافی مواد مہیا کر دیا ہے۔ بچہ کی پیدائش کے وقت دکھ اٹھانا ایک بدیہی امر ہے حتیٰ کہ جانور بھی جو زندگی کی درجہ بندی میں بہت کمتر درجہ کی مخلوق شمار ہوتے ہیں درد کی کیفیت میں سے گزر کر بچے جنتے ہیں۔ اگر انسان گائے بچھڑا جنتے دیکھے تو وہ مشاہدہ کر سکتا ہے کہ جس تکلیف میں سے وہ گزر رہی ہوتی ہے وہ بچہ جننے والی عورت کی تکلیف کے عین مشابہ ہوتی ہے۔ اب کون ہے جو یہ نہیں جانتا کہ ایسے بہت سے جانور آدم اور حوا سے لاکھوں لاکھ سال پہلے اس زمین پر آباد تھے۔

اب رہا محنت اور مشقت سے روزی کمانے کی سزا کا معاملہ۔ سو اس بارہ میں بھی روئے زمین کے انسانوں کا بہ تسلسل روزمرہ یہ مشاہدہ ہے کہ انسان شروع ہی سے محنت اور مشقت سے روزی کماتا چلا آ رہا ہے۔ یہ کسی کے لئے بھی قطعاً کوئی اچنبہ کی بات نہیں ہے۔ عورتیں بھی اپنے گزر اوقات کے لئے محنت کی اول دن سے عادی ہیں اور ان سے بھی پہلے ہر زندہ شے اپنی خوراک محنت کے ذریعہ ہی حاصل کرتی چلی آ رہی ہے۔ محنت سے روزی کمانا یا خوراک حاصل کرنا ایک ایسی مبرہن حقیقت ہے جو زندگی کے ارتقا میں بنیادی محرک کی حیثیت رکھتی ہے۔ تنازع للبقاء یعنی زندگی کو قائم اور برقرار رکھنے کی جدوجہد غالباً زندگی کا ابتدائی اور پہلا امتیازی نشان ہے جو اسے از قسم جمادات جملہ بے جان چیزوں سے ممیّز و ممتاز کرنے والا ہے۔ یہ امتیازی نشان کارخانہ قدرت کا ایک نمایاں اور درخشندہ مظہر ہے۔ اس کا گناہ اور اس کی سزا کے ساتھ سرے سے کوئی تعلق یا واسطہ ہے ہی نہیں۔

پھر یہ امر بھی غور طلب ہے کہ اگر یہ سب کچھ آدم اور حوا کے گناہ کی سزا کے طور پر ظہور میں آیا تھا تو انسان اس تحیر آمیز سوچ میں پڑے بغیر نہیں رہتا کہ کفارہ ادا ہونے کے بعد ہزاروں سال قبل مقرر کی جانے والی سزا کا کیا بنا؟ اگر مسیح نے گناہگار انسانوں کا کفارہ ادا کر دیا تھا تو کیا وہ سزا جو گناہ کی پاداش کے طور پر مقرر کی گئی تھی مسیح کے صلیب پانے کے بعد موقوف کر دی گئی؟ جو لوگ مسیح کے خدا کا بیٹا ہونے پر ایمان لے آئے تھے ان میں سے جو عورتیں تھیں کیا انہوں نے دردوں کی تکلیف میں سے گزرے بغیر ہی بچے جننے شروع کر دئے تھے؟ اور اسی طرح کیا ایمان لانے والے مردوں کے لئے یہ ممکن ہوا کہ وہ جسمانی مشقت اٹھائے بغیر روزی حاصل کر سکیں؟ کیا مستقبل میں آنے والی نسلوں میں گناہ کی طرف میلان کا سلسلہ بند ہوا؟ اور ماؤں کے ہاں واقعی منزہ عن الخطاء معصوم بچے پیدا ہونے لگے؟ اگر ان تمام سوالوں کا جواب ”اثبات“ میں دینا ممکن ہے تو پھر یقیناً اس امر کا کچھ نہ کچھ جواز ضرور مہیا ہو جاتا ہے کہ ”گناہ اور کفارہ“ کی مسیحی فلاسفی پر سنجیدگی سے غور کیا جائے۔ لیکن کیا کیا جائے ان سوالوں کا ایک ہی جواب ہے کہ ”نہیں، نہیں اور بالکل نہیں“ اگر مسیح کے مصلوب ہونے کے بعد عیسائی دنیا اور غیر عیسائی دنیا دونوں کے ہاں اس نوعیت کی کوئی بھی تبدیلی نہیں آئی پھر کفارہ ادا ہونے کا مطلب کیا ہوا؟۔

مسیح کے مصلوب ہونے کے بعد بھی عقل عمومی روئے زمین کے تمام انسانوں کی یہی رہنمائی کرتی ہے کہ اگر کوئی شخص گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کی سزا بھی اسی شخص کو ملے گی کسی اور کو ہرگز نہیں۔ ضروری ہے کہ ہر شخص اور ہر عورت الغرض سب اپنے اپنے گناہوں کے نتائج خود بھگتیں۔ بچے ہمیشہ ہی معصوم پیدا ہوتے ہیں۔ اگر یہ سچ نہیں تو خدا کی صفت عدل غت ربود ہوئے بغیر نہیں رہتی۔

ہم مسلمان ہونے کی حیثیت میں اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ تمام آسمانی کتابیں ازلی صداقتوں پر مبنی ہوتی ہیں۔ کوئی بھی اس کے برخلاف دعویٰ نہیں کر سکتا۔ کسی ایسی کتاب میں جس کے متعلق اس کے ماننے والوں کا دعویٰ یہ ہو کہ وہ خدا کی طرف سے نازل شدہ ہے جب ہمیں خامیاں یا متضاد باتیں نظر آتی ہیں تو ہم اس بارہ میں یہ رویہ اختیار نہیں کرتے کہ اسے منجانب اللہ نازل شدہ تسلیم نہ کرتے ہوئے یکسر مسترد کر دیں۔ ہم محتاط رویہ اختیار کرتے ہوئے ہمدردانہ غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔ عہدنامہ قدیم اور عہدنامہ جدید کی بہت سی باتیں اور بیانات ہمیں نیچر کی ثابت شدہ حقیقتوں سے متصادم نظر آتے ہیں تو ہم ان کتابوں کو کلی طور پر مسترد نہیں کرتے۔ اول تو ہم بعض پیچیدہ و مبہم عبارتوں نیز تمثیلوں اور استعاروں پر مبنی پیغامات میں نظر آنے والے تضادات کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر تضادات کے دور ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آئے تو ہم متن کے ایک حصہ کو انسانی دست برد کا نتیجہ سمجھ کر رد کر دیتے ہیں۔ ابتداءً عیسائیت فی ذاتہ صداقت کی آئینہ دار تھی۔ یہ منجانب اللہ ہونے کی وجہ سے خلاف عقل باتوں، ناقابل قبول ”حقائق“ یا نیچر کو جھٹلانے والے عقائد پر مشتمل نہیں ہو سکتی تھی۔ یہی وجہ ہے ہم نے بائبل کے متن پر بحث کی بجائے ان بنیادی اعتقادات سے گفتگو کا آغاز کیا ہے جنہیں کئی صدیوں کے سوچ بچار کے دوران مسیحی فلاسفی کے متفق علیہ اجزائے ترکیبی کا درجہ حاصل ہو چکا ہے۔ ان میں سے بنیادی اہمیت رکھنے والا ابتدائی مسئلہ ”گناہ اور کفارہ“ کی بابت مسیحی تفہیم سے تعلق رکھتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ مسیحی تاریخ کے کسی نہ کسی دور میں، کہیں نہ کہیں کسی نے بعض باتوں کو غلط نقطہ نظر سے دیکھا اور انہیں سمجھنے میں اس نے لغزش کھائی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے اپنے علم اور سمجھ کے مطابق انہیں غلط معانی پہنا کر ان کی بالکل نئی توجیہات پیش کرنے کی کوشش کی اور اس طرح وہ بعد میں آنے والی نسلوں کو گمراہ کرنے کا موجب بنا۔

ورثہ میں ملنے والا گناہ

بحث و تمحیص نیز جانچنے اور پرکھنے کی خاطر ہم فرض کر لیتے ہیں کہ عہدنامہ قدیم کے رو سے آدم اور حوا گناہ کے مرتکب ہوئے اور اس کی انہیں پوری پوری سزا دی گئی۔ جیسا کہ بائبل میں مذکور ہے سزا ان دونوں کو ہی نہیں دی گئی بلکہ مقررہ حد سے تجاوز کر کے بعد میں آنے والی پوری کی پوری نسل آدم کو سزا کا مستوجب ٹھہرایا گیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب قرار واقعی سزا کا نفاذ عمل میں آ گیا تھا تو پھر سزا کو مزید بڑھانے اور طول دینے کی سرے سے ضرورت ہی کیوں محسوس کی گئی۔ جب کسی گناہ کی سزا دے دی جاتی ہے تو بازپرس، جواب طلبی اور سزا دہی کا معاملہ اپنے اختتام کو پہنچ جاتا ہے۔ جب فیصلہ سنا کر سزا کا اعلان کر دیا جاتا ہے تو کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اعلان کردہ سزا میں مزید سزاؤں کا اضافہ کرتا چلا جائے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ آدم و حوا کے معاملہ میں بات اتنی ہی نہیں ہے کہ انہیں سخت سرزنش کی گئی اور یہ کہ جو گناہ انہوں نے کیا تھا اس سے کہیں زیادہ انہیں سزا دی گئی بلکہ اس سے بڑھ کر محل نظریات یہ بھی ہے کہ ان کی تمام نسلوں کو گنہگار قرار دے کر انہیں جو سزا دی گئی اس کی نوعیت خود اپنی جگہ بے انتہا قابل اعتراض ہے۔ اس بارہ میں ہم پہلے ہی بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ سردست ہم جس پہلو کی طرف توجہ دلانے کی کوشش کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ اس انتہائی قابل اعتراض سزا کی نوعیت حقیقی عدل کی ظالمانہ خلاف ورزی پر دلالت کرتی ہے۔

ہمارے آباء و اجداد کے گناہوں کی پاداش میں ہمیں مسلسل سزا ملتے چلے جانا ایک قابل اعتراض بات ہے لیکن کسی کو اس کے آباء و اجداد کی غلطیوں کی وجہ سے اس مجبوری میں مبتلا کرنا کہ وہ مسلسل گناہوں کا ارتکاب کرتا چلا جائے محض قابل اعتراض ہی نہیں بلکہ بدیہی طور پر ناقابل نفرین بھی ہے۔

ہمیں انسانی تجربہ کی ٹھوس حقیقتوں کو نظرانداز نہیں کرنا چاہئے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم روزمرہ کے تجربہ کی رو سے جرم اور سزا کی مسیحی فلاسفی کو پرکھنے کی کوشش کریں۔ ہم فرض کر لیتے ہیں کہ ایک مجرم کے خلاف فیصلہ سنایا جاتا ہے جو جرم کے تناسب سے کہیں بڑھ کر سختی اور شدت کا حامل ہے۔ ہر سمجھ دار انسان ایسی حد سے بڑھی ہوئی سراسر غیر متوازن سزا کی مذمت کرے گا۔ اس واضح حقیقت کے پیش نظر ہمارے لئے یہ تسلیم کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے کہ آدم کو جو سزا ملی وہ ایک منصف خدا کی طرف سے دی گئی تھی۔ یہ تو ایک ایسی غیر محدود سزا تھی جو خدائی طرز عمل کی مسیحی تفہیم کے مطابق آدم اور حوا کے عرصہ حیات سے بھی متجاوز ہو کر نسلاً بعد نسل آگے بڑھائی جاتی رہی یہاں تک کہ ابدالآباد تک پیدا ہونے والی تمام نسلوں پر محیط کر دی گئی۔ آباؤاجداد کے گناہوں کی سزا بھگتنے پر آنے والی نسلوں کو بھی مجبور کرنا عدل کی خلاف ورزی کو عدل کی آخری اور انتہائی حدود سے بھی ماوراء ممتد کرتے چلے جانے کے مترادف ہے۔ ہم عدل کی ایسی بے مثال خلاف ورزی سے زیادہ اس کے نتیجہ میں رونما ہونے والی بدقسمتی کی آئینہ دار صورت حال کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ اس صورت حال کو ذہن میں مستحضر رکھتے ہوئے ذرا تصور میں لائیے کہ موجودہ زمانہ کا ایک جج فیصلہ سناتا ہے کہ مجرم کے علاوہ اس کے بیٹوں، پوتوں، پڑپوتوں اور علیٰ ہذا القیاس ان کے بعد آنے والی نسلوں کے تمام مردوں اور عورتوں کو از روئے قانون اس بات پر مجبور کیا جائے کہ وہ تاابد گناہوں اور جرائم کا ارتکاب کرتے اور اس کی سزائیں بھگتتے چلے جائیں۔ تو سوچئے ہم عصر معاشرہ جو تہذیب و تمدن میں ترقی کے طفیل عدل و انصاف کے ایک عالمگیر تصور اور اس کے بھرپور شعور سے بہرہ ور ہو چکا ہے ایسے فیصلہ کے خلاف کس ردعمل کا اظہار کرے گا؟

پانچویں صدی عیسوی میں ہپو (Hippo) کے بشپ آگسٹائن (Augustine) اور پلیگئین تحریک (Pelagian Movement) کے مابین زبردست تنازعہ اٹھ کھڑا ہوا۔ آگسٹائن نے اس تحریک کو ایک

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW

FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:

TEL: 0141-777 8568
FAX: 0141-776 7130

بدعتی تحریک قرار دے کر اس کی شدید مذمت کی۔ اس تحریک کے بانی اور اس کے پیروؤں کا کہنا یہ تھا کہ آدم کا گناہ ایک شخصی گناہ تھا اس گناہ کا اثر اس کی ذات تک محدود تھا۔ اس سے پوری نوع انسانی ہرگز متاثر نہیں ہوتی تھی۔ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ ہر شخص گناہ سے پاک پیدا ہوتا ہے اور ہر شخص کے اندر یہ صلاحیت موجود ہوتی ہے کہ وہ اگر چاہے تو گناہ سے پاک زندگی بسر کر سکے اور ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں جنہوں نے گناہ سے پاک زندگی بسر کی۔ اس تحریک کے تمام لوگوں کو بدعتی قرار دے کر اسے کچلنے کی پوری کوشش کی گئی۔ سو گویا انہوں نے دن کو رات قرار دے کر اسے ملامت کا سزاوار ٹھہرایا اور رات ان کے نزدیک دن قرار پا کر قابل ستائش ٹھہری۔ بدعت حق قرار پائی اور حق کو بدعت کا درجہ دے دیا گیا۔

گناہوں کا آئندہ نسلوں میں منتقل ہونا

اب ہم اس نظریہ کا دوبارہ جائزہ لیتے ہیں کہ خدا گناہگار کو سزا دئے بغیر معاف نہیں کرتا کیونکہ سزا دئے بغیر معاف کرنا اس کے کانٹے کی تول پورا اترنے والے جذبہ عدل کے منافی ہے۔ انسان یہ دیکھ کر دل گرفتہ اور خوف زدہ ہوئے بغیر نہیں رہتا کہ صدیوں پر صدیاں گزرتی چلی آ رہی ہیں اور مسیحیوں نے ایک ایسی بات کو اپنا جزو ایمان بنا رکھا ہے جو یقینی اور حتمی طور پر انسانی فہم و ادراک سے بالا اور انسانی ضمیر سے یکسر مخالف و متضاد ہے۔ دنیا ہو یا آخرت ایسا عادل خدا کس طرح محض اس بنا پر ایک گناہگار کو بخش سکتا ہے کہ ایک بے گناہ اور معصوم انسان نے اس گناہگار کے گناہوں کی سزا خود بھگتنے کے لئے اپنے آپ کو رضاکارانہ طور پر پیش کر دیا ہے۔ جونہی خدا ایسی رضاکارانہ پیشکش کو قبول کر کے اس بے گناہ و معصوم انسان کو سزا دینے پر آمادہ ہو گا وہ خود انصاف کے بنیادی اصولوں کو پامال کرنے والا بن جائے گا۔ یہ ایک عام فہم بات ہے اور ہے بھی عین قرین انصاف کہ ایک گناہ گار کو ہی اس کے اپنے گناہوں کی سزا ملنی چاہئے۔ اور سزا خود گنہگار کو بھگتنی چاہئے نہ کہ اس کی بجائے ایک بے گناہ اور معصوم کو۔ اگر سزا کو گنہگار کی بجائے کسی بے گناہ کی طرف منتقل کر دیا جائے تو بے شمار پیچیدہ مسائل اور الجھنیں اٹھ کھڑی ہونگی۔

مسیحی دینیات کے ماہرین کا کہنا یہ ہے کہ سزا کی اس منتقلی سے انصاف کے کسی اصول کی خلاف ورزی اس لئے لازم نہیں آتی کہ بے گناہ انسان پر کسی گنہگار شخص کی سزا زبردستی ٹھونسی نہیں جا رہی بلکہ وہ معصوم رضاکارانہ طور پر از خود اسے قبول کر رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔ اس کی مثالیں دنیا میں بھی عام دیکھنے میں آتی ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے ایک شخص پر اتنا قرض چڑھا ہوا ہے کہ اسے ادا کرنا اس کے بس میں نہیں ہے۔ فلاحی کاموں میں پیش پیش رہنے والا ایک خدا ترس انسان فیصلہ کرتا ہے کہ وہ اس کا تمام قرضہ ادا کر کے اسے قرض کے بوجھ سے نجات دلا دے۔ اب بتائیے اس پر کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ ہمارا جواب یہ ہے کہ اگر بات اتنی ہی ہو تو ہم ہمدردی، فراخدلی اور سخاوت کے ایسے کام کی یقیناً داد دیں گے۔ لیکن اگر ایک آدمی آپ کے سامنے یہ سوال رکھتا ہے کہ کسی شخص نے لاکھوں کروڑوں پاؤنڈ کا قرضہ ادا کرنا ہے اور وہ سرے سے اس قابل نہیں ہے کہ اس کی ادائیگی کر سکے۔ فلاحی کام کرنے والے ایک صاحب تشریف لاتے ہیں اور کمال ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اپنی جیب سے ایک پینی کا سکہ نکالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ از راہ مہربانی پیش کی جانے والی اس پینی کے عوض اس مقروض کو اس کے بھاری بھر کم قرضہ کی ادائیگی سے بری الذمہ قرار دیا جائے۔

اپنے مذکورہ بالا جواب کی روشنی میں اب فرمائیے اس پیشکش پر آپ کا رد عمل کیا ہو گا؟ اگر دیکھا جائے تو مسیح کا تمام بنی نوع انسان کے گناہوں کی مجموعی سزا کو بھگتنے کے لئے اپنے اکیلے وجود کو پیش کرنا کروڑوں پاؤنڈ کا قرضہ بیباق کرنے کے لئے محض ایک پینی پیش کرنے سے بھی زیادہ مضحکہ خیز ہے۔ کہاں تمام کے تمام بنی نوع انسان کے بے حد و بے حساب گناہوں کا کفارہ اور کہاں ان سب کے عوض ایک اکیلے انسان یعنی تن تنہا فرد واحد کا اپنی جان کا نذرانہ! فلک بوس و ہیبت ناک سلسلہ ہائے کوہ اور رائی کے ایک ننھے سے دانہ کے درمیان کبھی کسی تناسب و توازن کا سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ امر فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ یہاں کسی مقروض یا ایک نسل کے مقروضوں کی بات نہیں ہو رہی بلکہ بات ہو رہی ہے ان کھرب ہا کھرب، پدم ہا پدم قرضہ نادہندگان کی جو ابتدائے آفرینش سے پیدا ہو ہو کر راہی ملک عدم ہوتے چلے جا رہے ہیں اور پھر بات ہو رہی ہے ان نادہندگان کی جنہوں نے ابھی قیامت تک پیدا ہونا اور ہوتے چلے جانا ہے۔ کوئی اندازہ لگا سکتا ہے اللہ کی اس مخلوق ناپیدا کنار کا۔

حقیقت یہ ہے کہ درپیش مسئلہ اپنی بے انداز گہرائی و گیرائی کی وجہ سے ایسا نہیں ہے کہ جس پر ایک نادار و نادہند مقروض اور ایثار کا مظاہرہ کرنے والے ایک ہمدرد مالدار کی بے حیثیت مثال صادق آ سکے۔ جرم و سزا کے زیر غور معاملہ میں مسیحی عالموں کا ایک ایسے نادار مقروض کی مثال پیش کرنا جو قرضہ ادا کرنے کے قابل نہیں ہے بہت سادہ لوحی کا مظاہرہ کرنے کے مترادف ہے۔ سادگی کی آئینہ دار ایسی بے جوڑ مثال شاید ہی پہلے کبھی پیش کی گئی ہو۔ جس صورت حال کا یا منظر نامہ کی ایک بے جوڑ مثال کے ذریعہ وضاحت کی گئی ہے وہ اس امر کی متقاضی ہے کہ ہم جرم و سزا کے بعض دوسرے پہلوؤں کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے ابھی اپنی توجہ کو مزید کچھ وقت نادہند مقروض والی مثال پر ہی مرکوز رکھیں۔

آیئے ہم ذرا غور کریں قرضے اور اس کی واپسی کے ایک مفروضہ پر۔ فرض کیجئے ایک مقروض نے جس کا نام "الف" ہے ایک "ب" نامی شخص کے ایک لاکھ پونڈ دینے ہیں۔ اگر عوامی فلاح کے کاموں میں حصہ لینے کا ایک خواہشمند مالدار شخص جس کے ہوش و حواس درست ہیں اور جو واقعی اس مقروض کو قرض کے بوجھ سے نجات دلانے میں سنجیدہ ہے تو ہر جگہ کے مروجہ قانون اور عام دستور کا تقاضا یہ ہے کہ "ب" نے جو رقم "الف" سے لینی ہے وہ مالدار شخص پوری کی پوری وہ رقم ب کو اپنے پاس سے ادا کر دے۔ فرض کیجئے غریبوں اور ناداروں کا وہ بہی خواہ "ب" کو قرضہ کی پوری رقم دینے کی بجائے آگے آ کر کہتا ہے "الف" نے "ب" کو قرضہ کی جو رقم ادا کرنی ہے اس کے بوجھ سے "الف" کو تو سبکدوش کر دیا جائے لیکن اس کے عوض میں مجھ سے اتنی ہی رقم کا مطالبہ کرنے کی بجائے مجھے مارنے پیٹنے کی شکل میں کچھ جسمانی سزا دے دی جائے یا زیادہ سے زیادہ مجھے تین دن رات کے لئے قید خانہ میں ڈال دیا جائے۔ یہ تو ہے ایک فرضی قصہ لیکن اگر ایسا واقعہ حقیقةً اس دنیا میں پیش آ ہی جائے تو کیا حیرت زدہ جج اور بھونچکا ہو جانے والے غریب قرض خواہ "ب" کی حالت دیکھنے والی نہ ہو گی۔ لیکن غریبوں کے جس بہی خواہ اور ہمدرد کا قصہ ہم بیان کر رہے ہیں اس کی گزارش ابھی مکمل نہیں ہوئی۔ وہ مزید مطالبہ پیش کرتے ہوئے کہتا ہے "اے میرے آقا! اپنی اس قربانی کے عوض میں یہی کچھ نہیں مانگنا چاہتا بلکہ میری گزارش یہ بھی ہے کہ اے آقا! تیری مملکت میں جتنے بھی مقروض موجود ہیں یا آئندہ آخری زمانہ تک مزید پیدا ہونے ہیں ان سب کو میری تین دن رات کی دکھ تکلیف کے عوض قرضوں کی ادائیگی سے بری الذمہ قرار دے دے۔ کیسا انوکھا مطالبہ ہے! اسے سن کر دماغ گھوم نہ جائے تو اور کیا ہو۔

"گناہ اور کفارہ" کی مسیحی تفہیم پر یہ سارا معاملہ ہو بہو صادق آتا ہے۔ اس پر غور کر کے جی چاہنے لگتا ہے کہ مسیحیوں کے عادل اور منصف خدا سے عرض کیا جائے کہ جن لوگوں کو ان کی محنت کے ثمرات سے محروم کر دیا گیا تھا اور جن سے ان کی زندگی بھر کی جمع پونجی چھین لی گئی تھی انہیں پورا نہ سہی کچھ نہ کچھ معاوضہ تو ملنا چاہئے تھا۔ لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مسیحی خدا ان معصوموں کے مقابلہ میں جو مجرموں کے ہاتھوں دکھ اٹھاتے اور صدمے سہتے ہیں الٹا مجرموں پر زیادہ مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

بلاشبہ یہ بہت ہی عجیب و غریب تصور ہے عدل کا جس کے نتیجہ میں ڈاکوؤں، بچوں سے ناروا سلوک کرنے والوں، معصوموں کو اذیتیں دینے والوں اور انسانیت کے خلاف ہر قسم کے وحشیانہ جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کو معافی دے دی جاتی ہے بشرطیکہ وہ مرتے وقت زندگی کے آخری لمحوں میں یسوع مسیح پر ایمان لے آئیں۔ انہوں نے جن انسانوں کو بے انداز ظلم و ستم کا نشانہ بنایا اس کا حساب چکانے کا کوئی ذکر نہیں۔ نسل در نسل جاری رہنے والے زندگی بھر کے وحشیانہ جرائم اور خطاؤں سے انہیں پاک و صاف اور مطہر بنانے کے لئے مسیح کے دوزخ میں گزارے ہوئے چند لمحے کافی سمجھ لئے گئے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ

حضور نے فرمایا کہ رمضان کے دوران ہر رات اپنا ایک ہی کھاتہ کھول لیا کریں اور ان معنوں میں اللہ کے قریب ہونا شروع ہوں کہ پھر وہ آپ کو چھوڑ کر نہ جائے۔ حضور نے فرمایا کہ بقیہ رمضان میں اپنے لئے دعا کریں اور یہ پہچان کرنے کی کوشش کریں کہ آپ نے خدا کو کسی حد تک پایا یا نہیں اور کیا اس حد تک پایا کہ اسے اپنا بنا لیا گیا ہے۔ اس خدا کو پائیں جو حسن کامل ہے جو دور سے بھی دکھائی دیتا ہے اور غیروں کی نظر سے بھی دکھائی دیتا ہے۔

حضور نے ضمناً افطاری میں تکلفات سے اجتناب کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ افطاری کرانا اچھی بات ہے مگر افطاریوں میں جان ڈال دینا ان معنوں میں کہ کس نے زیادہ اچھا پکایا یہ رمضان کے حقوق کے منافی بات ہے۔ افطاریاں کروانے کو رسم بنا لینا، اس کے لئے چندہ اکٹھا کرنا یہ رمضان کی روح کے بالکل متصادم ہے۔ اصل افطاری وہ ہے کہ جہاں آپ کو بھوکوں کی تلاش ہو اور آپ ان تک پہنچیں اور ان کی بھوک دور کریں اور ان کے دکھ کم کریں۔ ان غریبوں کے لئے اپنے سینے کھولیں۔ پھر ان سینوں میں خدا ہمیشہ کے لئے بس جائے گا۔ حضور نے فرمایا کہ دعا کریں کہ اللہ ہمیں وہ قرب عطا کرے جو دوام رکھتا ہے اور جسے روح القدس کی برکت بھی کہا جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آج نماز جمعہ و عصر کے بعد ایک بیعت ہوگی۔ یہ ایک روسی دوست ہیں، بہت بڑے آرٹسٹ اور اپنے ملک کے تھیٹرز ایسوسی ایشن کے صدر ہیں اور گورباچوف کے زمانہ میں سینیٹ کے ممبر بھی رہے ہیں۔ انکا وہاں احمدیوں سے رابطہ رہا ہے۔ انہوں نے خواہش کی ہے کہ وہ جمعہ کے بعد بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ نماز جمعہ و عصر کے بعد حضور نے انکی دستی بیعت لی جس میں تمام حاضرین بھی شامل ہوئے۔

بقیہ: مختصرات

★ حضور نے فرمایا "کونوا قردة خاسئین" کا AIDS سے تعلق محسوس ہوتا ہے اور یہ بیماری بھی بندروں سے آئی ہے

نوٹ: AIDS کے موضوع پر ۳۰ اور ۳۱ جنوری کے درس القرآن میں سیر حاصل بحث ہے اور بے شمار معلومات کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ اس موضوع پر دلچسپی رکھنے والوں کو یہ دو درس بہت توجہ سے سننے چاہئیں۔

★ آج کے درس کے آخر میں حضور انور نے سورہ نساء کی آیت نمبر ۵ کی تفسیر بیان کی جس میں ذکر ہے کہ مردوں کو چاہئے کہ اپنی بیویوں کو مقرر کردہ مہر فرض سمجھتے ہوئے اور پوری خوش دلی کے ساتھ ادا کرنے چاہئیں۔

جمعرات یکم فروری ۱۹۹۶ء

آیت نمبر ۵ کی بقیہ تشریح بیان کرنے کے بعد حضور نے آیت نمبر ۶ کی تفسیر شروع فرمائی۔

★ مہر کے متعلق مختلف مفسرین اور فقہاء کی بحثوں کا تذکرہ۔

★ احمدیوں میں مہر جلد از جلد ادا کرنے کی عادت رائج کرنی چاہئے۔

★ شادی سے پہلے لڑکی کے والدین کا مہر مانگ کر اس سے جہیز تیار کرنے کی رسم کو ختم کرنا چاہئے۔

★ مہر کے بارہ میں فقہ احمدیہ میں جو تفاصیل درج ہوئی ہیں مجلس افتاء کو ان پر فوری نظر ثانی کرنی چاہئے۔

جمعہ ۲ فروری ۱۹۹۶ء

آج حضور انور نے مسجد فضل لندن میں رمضان المبارک کی برکات اور خدا تعالیٰ کو پانے کے لئے دن رات جدوجہد کرنے کے بارہ میں ایک پر معارف خطبہ ارشاد فرمایا۔

ملاقات پروگرام میں ایک سابقہ مجلس سوال و جواب ناظرین کی خدمت میں پیش کی گئی۔ (ع۔م۔ر)

خریداران الفضل سے گزارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟

اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرما کر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینیجر)

خطبہ جمعہ

خدا کی تقدیر یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ ہر سال احمدیت کے حق میں ایک نئی شان لے کر آئے گا۔ ہر سال احمدیت کا سال ہوگا

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۹ دسمبر ۱۹۹۵ء مطابق ۲۹ فتح ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾.

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ﴿۱۸﴾
صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿۱۹﴾ (سورہ البقرہ: ۱۸، ۱۹)

سب سے پہلے تو میں آج کے خطبے میں یہ ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا سال ۱۹۹۵ء اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت سی برکتیں لے کے آیا، بہت سے اہم واقعات اس سال میں رونما ہوئے اور بہت سی خوش خبریاں جماعت کے لئے پیچھے چھوڑ کر اب یہ رخصت ہونے والا ہے صرف اس سال کی چند گھڑیاں باقی ہیں اور پھر ہم ایک نئے سال میں داخل ہونگے۔ اسی نسبت سے ہمیں، سب کو اپنے سال گزشتہ کے حالات پر ایک نظر ڈالنی چاہئے اور اس نقطہ نظر سے دیکھنا چاہئے کہ ہم نے اس سال میں کتنی بدیاں اتار پھینکی ہیں، کتنی خوبیاں نئی حاصل کی ہیں، کون سی نیکیاں ہیں جن سے پہلے محروم تھے اس دفعہ ہمیں توفیق ملی۔ کون سی نیکیاں ہیں جن سے ہم محروم رہ گئے اور کہیں ایسا تو نہیں کہ پہلے عادی تھے مگر اب سست پڑ گئے۔ یہ جائزہ ہر سال کے اختتام پر ہوتا رہنا چاہئے اور بہت ہی اہم جائزہ ہے۔ ٹھنڈے مزاج کے ساتھ غور کرنا چاہئے اپنے حالات پر غور کرنا چاہئے۔ وہ ذمہ داریاں جو آپ کے سپرد ہیں ان پر غور کرنا چاہئے۔ مثلاً شادی شدہ ہیں تو بیوی اور بچوں پر نظر ڈال کر دیکھیں کتنا وہ دین کے قریب آئے ہیں، کتنا دین سے دور ہٹے ہیں۔ نیکی کی باتوں میں دلچسپی پر کیا کیا حال ہے۔ کیا اس سال میں وہ دنیا کے گندے پروگرام دیکھنے کی طرف زیادہ مائل ہوئے ہیں یا دینی پروگراموں میں دلچسپی بڑھی ہے۔ غرضیکہ یہ جائزہ بہت وسیع ہے اور اپنے زیر نگیں سب کا خیال رکھنا چونکہ یہ بھی ہماری ذمہ داری ہے، جو ہمارے سپرد ہوئے ہوئے ہیں ان کے متعلق بھی ہم پوچھے جائیں گے تو اپنی ذات سے یہ جائزے کا سفر شروع کریں اور اس کو پھیلاتے چلے جائیں، گردوپیش میں، اپنی بیوی، اپنے بچوں پر، اپنے ماحول پر، دوستوں پر، عزیزوں پر اور بالعموم یہ نظر ڈالیں کہ یہ سال ہمارا کیسا رہا۔ اور پھر اس سے گزشتہ سال پر بھی ایک اڑتی سی نظر ڈال لیں یہ طے کرنے کے لئے کہ آپ کا قدم روحانی لحاظ سے آگے بڑھ رہا ہے یا پیچھے ہٹ رہا ہے۔ کیونکہ یہ جائزہ وقتاً فوقتاً ضروری ہے۔ خصوصیت کے ساتھ جب سالوں کے جوڑ آتے ہیں اس وقت تو یہ جائزہ بہت ہی ضروری ہو جایا کرتا ہے۔

رمضان مبارک بھی آنے والا ہے۔ پچھلے رمضان سے اس کا موازنہ بھی ہم کریں گے انشاء اللہ۔ اور میں گزشتہ رمضان میں یہ آپ کو واضح طور پر نصیحت کر چکا ہوں کہ رمضان سے رمضان کے سفر کا بھی جائزہ لیا کریں۔ سال کبھی ایک خاص مقام سے باندھے جاتے ہیں اور خاص مقام تک چلتے ہیں۔ کہیں ایک دوسرے مقام سے باندھے جاتے ہیں اور پھر اسی مقام تک آئندہ سال تک چلتے ہیں۔ تو جہاں تک

انگریزی مہینوں کا تعلق ہے اس کا سفر یکم جنوری سے شروع ہوگا اور اکتیس دسمبر پہ ختم ہوگا۔ جہاں تک اسلامی مہینوں کا تعلق ہے رمضان سے ہمارا سال شروع ہوتا ہے یعنی عملاً ہم شعوری طور پر رمضان ہی سے سال شروع کرتے ہیں اگرچہ محرم سے سال شروع ہوتا ہے مگر میرے نزدیک تو رمضان ہی ہے سال کا پیمانہ۔ رمضان سے شروع ہوتا ہے اور رمضان پر جا کر ختم ہوتا ہے۔

اس پہلو سے ایک اور بات بھی ہے جس کی طرف آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس سال کے آغاز میں میں نے آپ کے سامنے یہ ذکر کیا تھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو "بعد گیارہ" الہام کا ذکر فرمایا ہے اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اس کی تفہیم پوری طرح ظاہر نہیں ہوئی۔ مختلف علماء مختلف وقتوں میں اسے مختلف حالات پر چسپاں کرتے رہے۔ میں نے دعائیہ رنگ میں اور بھاری امید رکھتے ہوئے کہ اللہ اپنی رحمت سے میرے اس دعائیہ جذبے کو قبول فرمائے گا آپ کے سامنے یہ بات رکھی تھی کہ ہو سکتا ہے ہجرت کے آغاز سے لے کر گیارہ سال پورے ہونے کے بعد جو سال چڑھے گا وہی سال "بعد گیارہ انشاء اللہ" کے ساتھ تعلق رکھتا ہوگا۔ اس پہلو سے ابھی کچھ مہینے باقی ہیں اور اگر سال کو ایک اور پہلو سے دیکھا جائے تو ۱۹۸۴ء کا سال وہ سال ہے جس میں دشمن نے ظلموں کی انتہا کر دی اور وہ سال ۹۵ء کے اختتام تک گیارہ سال پورے کرتا ہے اور پھر ۹۶ء کا پورا سال "بعد گیارہ" کے دائرے میں آتا ہے۔ لیکن ایک پہلو ایسا ہے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ پیش گوئی ایک رنگ میں تو پوری ہو چکی ہے۔ اس کی تفاصیل ابھی کھل کر آپ کے سامنے نہیں آئیں لیکن رفتہ رفتہ جب ان رازوں سے پردہ اٹھے گا تو جماعت حیران رہ جائے گی کہ کتنی عظیم الشان "بعد گیارہ" کی پیش گوئی تھی جو جماعت کے حق میں پوری ہوئی ہے اور ابھی آپ پوری طرح اس کے اسرار سے واقف نہیں ہیں۔

اسی ضمن میں میں نے یہ آیت تلاوت کی ہے "مثلهم كمثل الذی استوقد نارا" ان لوگوں کی مثال ایسے شخص کی ہے جس نے آگ بھڑکائی ہو۔ "فلما اضاءت ماحولہ" جب وہ ماحول کو چمکا دے "ماحولہ" اپنے گردوپیش کو چمکا دے "ذھب اللہ بنورھم" اللہ ان کا نور لے جائے "وترکھم فی ظلمات لایبصرون" اور ایسے اندھیروں میں بھٹکتا چھوڑ دے کہ وہ کچھ دیکھ نہ سکیں "صم بکم عمی فهم لا یرجعون" وہ بہرے ہیں، گونگے ہیں اور اندھے ہیں "فهم لا یرجعون" اور وہ حق کی طرف لوٹیں گے نہیں۔

اس آیت میں بھی ایک نور کا ذکر ہے اور اس آیت میں ایک نار کا بھی ذکر ہے۔ اس ذکر کو واپس اس مضمون کی طرف لے جانے سے پہلے جس کا میں نے ابھی بیان کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس نور اور نار کے معاملے کو اس آیت کے ساتھ رکھتے ہوئے آپ کے سامنے حل کروں جس میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مثال اپنے نور سے دی ہے یا اپنی مثال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نور سے دی ہے اور وہاں بھی ایک نار کا ذکر ہے "ولولم تمسسه نار"۔

تو ایک نور اور نار کا ذکر اس آیت میں ہے، اکٹھے آتا ہے۔ ایک نور اور نار کا ذکر اس آیت میں ہے جو ایک ہی جگہ ملتا ہے تو وہاں نار سے کیا مراد ہے۔ بسا اوقات یہ سمجھا جاتا ہے اور اپنے اندر یہ بھی ایک طرح سے صحیح ترجمہ ہو سکتا ہے میں اس کا انکار نہیں کرتا مگر جس پہلو سے میں اسے دیکھ رہا ہوں یا دعا کے بعد اللہ نے مجھے سمجھایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ زیادہ گہرا ترجمہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تعلق میں زیادہ عمدگی سے چسپاں ہوتا ہے۔ وہاں یہ مفہوم لیا جاتا ہے کہ "لولم تمسسه نار" یہ تیل اپنی ذات میں ایسا شفاف تھا جو بھڑک اٹھنے کے لئے تیار بیٹھا تھا خواہ اسے آگ نہ بھی Touch کرے یعنی مس نہ کرے۔ پھر جب اللہ کا نور نازل ہوا تو گویا اس شعلہ نور نے آگ کا کام کیا جس نے اسے اور بھی بھڑکا دیا اور "نور علیٰ نور" بن گیا۔ لیکن وہاں اللہ کی طرف سے نار اترنے کا تو کوئی ذکر نہیں ہے، نور اترنے کا ذکر ہے اور پہلی جگہ "ولولم تمسسه نار" کا ذکر ہے۔ اس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ انسانی صلاحیتوں کے تیل پہ بعض دفعہ اس کی فطرت کی نار بھی اثر انداز ہوتی ہے اور بسا اوقات انسان اپنی صلاحیتوں کو اپنی اندرونی نار سے بھڑکاتا ہے۔ اور وہ فائدہ مند ہونے کی بجائے نقصان کا موجب بن جاتی ہیں۔ بنیادی طور پر وہ صفات نیک و بد سب میں برابر ہیں لیکن نار نے ان کو بھڑکایا ہے یا نور سے وہ بھڑکی ہیں، ان دو چیزوں میں بڑا نمایاں فرق ہے۔

تو "لولم تمسسه نار" سے میرے نزدیک مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وجود کو نار مس نہیں کر سکتی تھی۔ ناممکن تھا کہ کسی پہلو سے بھی نار آپ کی ذات پر اثر انداز ہو۔ "لولم تمسسه نار" کا مطلب ہے باوجود اس کے کہ آپ کی کسی نفسانی خواہش نے آپ کی صلاحیتوں پر کوئی اثر نہیں ڈالا۔ ایک لمحہ کے لئے بھی کسی نفسانی خواہش سے آپ متاثر نہیں ہوئے پھر بھی وہ ایسا نور تھا جو خود بخود چمک اٹھنے کے لئے تیار بیٹھا تھا۔ پس نار نے تو مس نہیں کیا ہاں آسمان سے ایک شعلہ نور اترا ہے جو

وحی کا نور تھا اور اس نے "نور علیٰ نور" کی کیفیت پیدا فرما دی۔ پس نار اور نور کا ایک اکٹھا ذکر وہاں ملتا ہے اور ایک یہاں ملتا ہے جہاں اہل نار کے نور کا ذکر ہے ان کو بھی ایک قسم کا نور ملتا ہے۔ اہل نار وہ ہیں جو آگ بھڑکانے والے ہیں جیسے "تبت یدا ابی لھب وتب" میں ذکر ملتا ہے کہ ایسا بھی بدبخت تھا جو آگیں بھڑکاتا پھرتا تھا۔ اور قرآن کریم کے آغاز ہی میں یہ بات بعض گروہوں کی طرف منسوب فرمائی گئی۔ بعض شریروں اور کفار کی طرف کہ وہ بھی مومنوں کے خلاف آگ بھڑکاتے پھرتے ہیں اور جب آگ بھڑک اٹھتی ہے تو وہ اس سے لذت یاب ہونے کے لئے تیار بیٹھے ہوتے ہیں کہ اب ہمیں لطف آئے گا۔ اس وقت وہ اندھے ہو جاتے ہیں، کچھ ان کی پیش نہیں جاتی اور جو نتائج دیکھنے کے متمنی ہوتے ہیں ان نتائج سے کلیۃً محروم کر دئے جاتے ہیں۔

چونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ایک عالمی نور نازل ہوا ہے جو کل عالم سے تعلق رکھتا ہے اس لئے فطرت سے اس کا باندھا جانا ضروری تھا اور فطرت میں مخفی ہر پہلو کے ساتھ جہاں جہاں تعلق ضروری ہے وہاں قرآن نے ضرور باندھا ہے

یہ سال جو گزرا ہے اس میں ایسا بھی ایک واقعہ ہو چکا ہے اور اسی وقت مجھے اللہ تعالیٰ نے سمجھا دیا کہ یہ کیا سازش ہے کیونکہ یہ سال ہماری جماعت کے خلاف سازشوں کا سال بھی ہے۔ اور اس پہلو سے ہماری تاریخ میں یاد رکھا جائے گا۔ جب میں نے یہ اعلان کیا اس سے پہلے میں یہ بھی اعلان کر چکا تھا کہ دعائیں کریں "اللھم مزقھم کل ممزق و سحقھم تسحیقا" کہ اے اللہ دشمنوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ وہ دشمن عامۃ الناس نہیں۔ وہ دشمن مسلمان شریف علماء نہیں بلکہ وضاحت کے ساتھ میں نے یہ بات کھول دی تھی کہ وہ دشمن، وہ شریروں کے راہنما ہیں جو شرارتوں کے مرکز ہیں جہاں سے آگ کے شعلے اٹھتے ہیں اور بھڑکائے جاتے ہیں۔ وہ شریر پیش نظر ہیں یعنی دشمنوں کے سردار ایسے راہنما جو کسی صورت بھی باز نہیں آتے اور لازماً ہمیشہ شر اور فساد کی آگ بھڑکانے کے لئے وقف رہتے ہیں۔ میں نے یہ وضاحت اس لئے کی کہ جماعت کی شان نہیں ہے کہ وہ بد دعائیں کرتی پھرے یا بد دعا میں جلدی کرے۔ صرف ان بدبختوں کے لئے بد دعا کرنی چاہئے جن کے لئے بد دعا قوم کے لئے لازماً دعا بن جاتی ہے۔ ان کی بدی سے ان کے شر سے نجات کا ذریعہ ہی یہی رہ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے پکڑ میں جلدی کرے یا جلدی کا لفظ تو مناسب نہیں اللہ تعالیٰ ان کی پکڑ کے ایسے سامان پیدا فرما دے کہ ان کے شر سے دنیا محفوظ ہو جائے اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر وہ شرارتیں اپنے منطقی نتیجے کو ضرور پہنچیں گی۔ اور یہاں اس وقت میرے پیش نظر احمدیوں کو پہنچنے والا شر نہیں تھا بلکہ اہل پاکستان کو پہنچنے والا شر خصوصیت سے پیش نظر تھا۔ اور وہ شر ایسا تھا جس کی تیاریاں وہاں کی جا چکی تھیں اور ہو رہی تھیں۔

چنانچہ ایک وہ پہلو تھا جس کے پیش نظر اچانک یہ واقعہ ہوا کہ سارے علماء نے سر جوڑے اور کہا ہم اکٹھے ہوتے ہیں اور ہم ایک ہو جائیں گے اب، ہمارے اندر کوئی اختلاف نہیں ہو گا۔ مجھے اسی وقت سمجھ آ گئی کہ یہ تو جواب دیا جا رہا ہے ہماری دعا کا۔ ہماری دعا تو اللہ سے تھی اور اس دعا کی عرض حال یہ تھی کہ اے خدا ان کو پارہ پارہ کر دے تو کہتے ہیں دیکھ لو جی تمہاری دعا کا اثر ہم تو اکٹھے ہو گئے۔ لیکن چند دن ہی میں وہ جھوٹی وحدت ٹوٹ گئی اور اسی طرح ایک دوسرے کے خلاف ہونا شروع ہو گئے۔ لیکن صرف یہ بات کافی نہیں ہے اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو انشاء اللہ آئندہ وقت آنے پر میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔

ایک دوسرا منصوبہ انہوں نے یہ بنایا کہ اگلے سال ہجرت کا سال پورا ہوتے تک جماعت کے خلاف ایک عظیم فساد برپا کر دیا جائے کہ جس کے بعد ہم کہہ سکیں کہ یہ جماعت پاکستان سے اب ختم ہو چکی ہے۔ اور وہ سکیم بنانے کے بعد انہوں نے لنڈن پہنچ کر مجھے پیغام بھیجا کہ ہم ایک ضروری بات کے لئے آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ جو پیغام بھیجا اس میں جھوٹی باتیں تھیں، جھوٹے عذر تھے، جو اصل بات نکلی وہ اور تھی جو میں اب آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ پیغام یہ تھا کہ آپ کی باتوں سے لگتا ہے کہ آپ کو امت مسلمہ کی ہمدردی تو ہے نا کم سے کم اور اسی لئے ہم کچھ افہام و تفہیم کے لئے آنا چاہتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کوئی افہام و تفہیم آپ سے مجھے نہیں کرنا۔ میری باتیں کھلی کھلی ہیں میں خطبات میں سب کچھ کھول دیتا ہوں اور آپ کو پیغام مل چکا ہے اب آپ کی مرضی ہے کہ مانیں یا نہ مانیں مگر اگر کوئی بات کرنی ہے تو میری نمائندگی میں امیر صاحب یو۔ کے۔ موجود ہیں اور ان کے ساتھ بعض اوروں کو بھی شامل کر دوں گا آپ نے جو کچھ کہنا ہے ان سے کہہ دیں۔ جب وہ ملنے کے لئے آئے تو پھر بات اور نکلی۔ بہت سی ادھر ادھر کی باتوں کے بعد انہوں نے کہا ہم آپ کو دراصل وارننگ دینے آئے ہیں۔ آپ یعنی مجھے پیغام پہنچا دیں کہ اب دو ہی رستے رہ گئے ہیں یا تو وہ اسلام قبول کر لیں جو ان کا اسلام ہے۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون" اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اسلام کو چھوڑ دیں۔ یعنی عملاً یہ پیش نظر تھا کہ وہ اسلام جو حقیقی اسلام ہے، جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ کا اسلام ہے جس میں جھوٹ کی کسی قیمت پر اجازت نہیں، کسی حالت میں اجازت نہیں اس کو چھوڑ کر ان جھوٹوں کا اسلام قبول کر لوں۔ یہ تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا مگر ویسے میں ان کی بات بتا رہا ہوں۔ یہ کریں ورنہ پھر بد نتائج کے لئے تیار ہو جائیں۔ اور ساتھ یہ کہا کہ ہم اگلی اپریل کے آخر پر پھر ملنے آئیں گے اور اس کے بعد ایک میرے نام کھلا خط شائع کیا جس میں یہ ساری باتیں بیان کیں سوائے اس بات کے جو زبانی پیغام دے گئے تھے۔ امیر صاحب اور ان کے ساتھی جیسے مومن عموماً بھولا ہوتا ہے وہ سمجھے. بھولے سے مراد ہے بعض دفعہ زیادہ ہی اعتماد کر جاتا ہے لیکن خدا تعالیٰ جس کو دکھانا چاہتا ہے، جس کے سپرد ذمہ داریاں کرتا ہے اس کو ایک بھولے پن سے بلند مقام دیتا ہے اور دکھا دیتا ہے کہ کیا بات ہے۔ میں نے ان سے کہا آپ پیغام ہی نہیں سمجھے وہ یہ کہہ کر گئے ہیں کہ اگلی اپریل تک تم سمجھتے ہو کہ اللہ تمہارے حق میں کوئی نشان دکھائے گا ہم تمہیں بتانے آئے ہیں کہ وہ نشان جماعت احمدیہ کی ہلاکت کا نشان ہو گا اور ہم پھر آئیں گے اور پھر اس تاریخ کو مل کر بتائیں گے کہ کس طرح تمہاری پیش گوئیاں جھوٹی نکلی ہیں اور جھوٹوں کے ساتھ یہی سلوک ہوا کرتا ہے۔ یہ بدبخت نیت تھی جس کو اسی سال نے پرورش دی ہے۔ اور اور بھی کچھ نیتیں ہیں اور سازشیں ہیں جو اس سال میں اندر اندر پنپتی رہی ہیں جس طرح کیڑے پلتے ہیں۔ خوراک کے نیچے، سطح سے نیچے بظاہر آنکھ دکھائی نہیں دیتے مگر وہ کلبلا رہے ہوتے ہیں اور جب سطح پھٹتی ہے تو پتہ لگتا ہے کہ ساری خوراک کیڑے کیڑے بن چکی ہے۔

پس یہ سال جو گزرا ہے یہ بعض عظیم برکتوں کی تیاری کا سال بھی ہے اور بعض بھیانک اور خوفناک سازشوں کا سال بھی ہے۔ اور ایسی سازشیں ہیں جن کی ایک نوع کی سازش کو دوسری سے الگ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ پس کچھ آثار ایسے ظاہر ہوئے ہیں جن کے اوپر سے مزید پردے اٹھائے جائیں گے۔ جن کے حالات معلوم کر کے آپ اندازہ کر سکیں گے کہ کتنی خوفناک سازش جماعت کے خلاف تھی جسے اللہ نے چاک کر کے اس کے پرخچے اڑا دئے ہیں اور دشمن کے لئے وہی سازش اس کی سزا میں تبدیل کی جائے گی۔ یہ وہ مضمون ہے جس کا اس آیت کریمہ سے تعلق ہے۔

اور ان کا نور جو ہے وہ عارضی آگ کے شعلوں سے تعلق رکھنے والا نور ہے لیکن وہ وفا کرنے والا نور نہیں۔ وہ نور جس کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے وہاں بھی ایک آگ کا ذکر ہے مگر آگ سے بچائے جانے کا ذکر ہے۔ فرمایا وہ نور کسی آگ کا محتاج نہیں ہے۔ وہ آسمانی نور ہے خواہ وہ زمین سے پیدا ہو اور اس آسمانی نور پر آسمان سے ایک نور اترتا ہے۔ لیکن یہ نور جو آگ کی پیداوار ہے یہ تو ایسا بے وفا نور ہے کہ اس آگ کے بھڑکانے والوں کو اپنی آگ کے نتیجے دیکھنے تک کی وفا بھی نہیں کرتا۔ پیشتر اس کے کہ اس کے نتیجے ظاہر ہوں وہ نور ان کو چھوڑ کے چلا جاتا ہے، ان کی آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں، کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا اور حیران رہ جاتے ہیں کہ ہوا کیا ہے ہم سے اور بالکل برعکس نتائج ظاہر ہوتے ہیں ان نتائج سے جن کی توقع لے کر یہ بیٹھے ہوتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے آپ کی مالی توفیقات کو جو بڑھایا ہے کیا آپ نے ان توفیقات کے مطابق اپنی مالی قربانی کو بھی بڑھایا ہے کہ نہیں

پس ایک بہت ہی خوفناک سازش جو پاکستان کے خلاف کی گئی تھی اس پر سے اسی سال ایک پردہ اٹھا ہے۔ اور میرے اس اظہار کے بعد کہ میرے نزدیک کوئی عظیم نشان بعد گیارہ پاکستان میں ظاہر ہونا ہے اس کا ایک پہلو تو ظاہر ہو گیا ہے. ایک نہایت خوفناک سازش فوجی بغاوت کی گئی تھی جو اس نوعیت کی تھی کہ ناممکن تھا کہ وہ اگر تھوڑی دیر کے لئے کامیاب ہوتی بھی تو بغیر فساد کے بجھ سکتی۔ لازماً اس صورت میں پاکستان کی فوج میں خطرناک لڑائیاں شروع ہونی تھیں اور پاکستانی فوج کا مزاج اس سازش کو قبول کر ہی نہیں سکتا تھا۔ سارا ملک خانہ جنگی میں دھکیل دیا جاتا اور ان حالات میں کہ جب کشمیر کا فتنہ موجود ہے، ہندوستان اور پاکستان دونوں ایک دوسرے سے خطرات محسوس کر رہے ہیں، ان حالات میں اگر یہ واقعہ ہو جاتا تو ایک عام تباہی مچ جانی تھی، اس ملک کا کچھ بھی باقی نہ رہتا۔ پس اللہ کا بے انتہا احسان ہے کہ اس نے وقت کے اوپر ان دعاؤں کی تحریک میرے دل میں ڈالی اور ہمیں کچھ بھی علم نہیں تھا کہ سازش کیا ہو رہی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے جس کی نظر تھی سازش کے ہر کونے پر، ہر گوشے پر اپنے اس وعدے کو پورا فرمایا کہ تمہیں پتہ ہی نہیں کہ دشمن تمہارے لئے کیا سوچتا ہے۔ مجھے پتہ ہے میں ہی تدبیر کرتا ہوں اس کے خلاف۔ ایک دفعہ پھر ثابت کر دیا کہ جماعت احمدیہ خدا کی حفاظت میں اور خدا کے امن کے سائے تلے ہے۔ ہمیں کچھ بھی خبر نہ ہو کہ دشمن کیا کر رہا ہے اور کیا تدبیریں کر رہا ہے، کیا سوچ رہا ہے اور خدا کے علم میں ہوتا ہے اور خدا ان تدبیروں کو ان کے منہ پر رد کر کے مارتا ہے اور ان کی سازشوں کو ان پر الٹا دیتا ہے۔

Earlsfield Properties

RENTING AGENTS 0181- 877 0762

PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

پس وہ لوگ جو انتظار کر رہے ہیں کہ یہ نشان کب ظاہر ہو گا ایک پہلو تو ظاہر ہو چکا ہے اور بڑی شان کے ساتھ ظاہر ہوا ہے۔ اور اس کے اندر پلنے والی اور سازشیں بھی تھیں اور ان کا براہ راست جماعت سے تعلق تھا۔ اب وقت آئے گا تو پھر جب پردے اٹھیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے حیرت انگیز طور پر آسمان سے جماعت کی حفاظت کے سامان فرمائے ہیں ورنہ بہت ہی خطرناک حالات کا سامنا کرنا پڑتا۔ مگر وہ کرنا پڑتا بھی تب بھی جماعت کا کچھ نہ بگڑتا اس میں بھی مجھے ذرہ بھی شک نہیں ہے۔ مگر بہت تکلیف میں سے گزرنا پڑتا اس میں بھی شک نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ غیب سے حالات پر نظر رکھ رہا ہے، غیب کے حالات پر نظر رکھ رہا ہے۔ اور ہم عاجز بندوں کو جن کو کچھ بھی علم نہیں اپنی ذات پہ گزرنے والے لمحے کے انجام کی بھی خبر نہیں۔ ہمیں بسا اوقات ایسے خطرات سے آگاہ فرما دیتا ہے جن کے متعلق ہمارا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا اور تفصیل بتائے بغیر دعاؤں کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ اور دل میں ایک بات گاڑ دیتا ہے جو میخ کی طرح گڑ جاتی ہے کہ کچھ ہونے والا ضرور ہے اور اس کے مطابق جب مومن دعائیں کرتا ہے اور گریہ و زاری کرتا ہے تو پھر خود ہی غیب سے، آسمان سے فرشتوں کی فوجیں اتارتا ہے اور وہی عاجز، بے بس اور دفاع کی طاقت سے عاری مومنوں کی حفاظت فرماتے ہیں۔ پس یہ جو سلسلہ نشانات کا شروع ہوا ہے یہ ابھی اور آگے بڑھے گا۔

صرف ان بدبختوں کے لئے بد دعا کرنی چاہئے جن کے لئے بد دعا قوم کے لئے لازماً دعا بن جاتی ہے

اور جہاں تک دشمن کی اس دھمکی کا تعلق ہے کہ ہم دوبارہ آئیں گے میں آج کھل کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ وہ لاکھ سال زندہ رہیں گے وہ چیز نہیں دیکھ سکتے جس کی امید لئے بیٹھے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ آنے والا سال ملاں کا سال ہو گا اور احمدیت کے معاندین کا سال ہو گا۔ اس سے پہلے بھی ایک دفعہ یہ اعلان کر بیٹھے تھے، اس سے پہلے بھی جلسہ سالانہ میں میں ان کو جواب دے چکا تھا کہ تم لاکھ دفعہ مرو، لاکھ دفعہ جیئو، وہ سال کبھی طلوع نہیں ہو گا کہ احمدیت کا سال نہ ہو اور تمہارا سال ہو، یہ ناممکن ہے۔ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ خدا کی تقدیر یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ ہر سال احمدیت کے حق میں ایک نئی شان لے کر آئے گا۔ ہر سال احمدیت کا سال ہو گا۔ پس وہ جس کے انتظار میں ہم بیٹھے تھے وہ بات تو ہماری توقع سے بھی پہلے پوری ہو گئی لیکن ابھی سال کے دن باقی ہیں۔ اس لئے آپ کو دعاؤں کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ تائیدی نشان دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو دشمن کے شر سے بچانے والا نشان ہے وہ تو بڑی شان کے ساتھ، بڑی آب و تاب کے ساتھ ظاہر ہو چکا ہے۔

لیکن اس کے علاوہ بعض تائیدی نشان مثبت رنگ کے ہوتے ہیں غیر معمولی کامیابی، غیر معمولی فتح، وہ نشان دیکھنے کے ابھی دن باقی پڑے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ عالمی بیعت کے وقت خدا تعالیٰ اس پہلو سے بھی ہمیں نشان دکھائے گا۔ لیکن خدا کے دینے کے ہاتھ لامحدود ہیں۔ غیب سے جو عطا ملتی ہے اسے کون کہہ سکتا ہے کہ کہاں سے آئے گی اور کیسے آئے گی۔ پس یہ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحم کے ساتھ غیب سے ہماری مدد کے سامان فرماتا رہے اور ایسی ایسی نعمتیں اور فتوحات کی خوش خبریاں عطا کرے جن خوش خبریوں کو پھر اپنی آنکھوں کے سامنے پورا ہوتے بھی دیکھیں اور اس طرح احمدیت کی فتوحات کا زمانہ لامتناہی، نئی شان کے ساتھ ہمیشہ آگے بڑھتا رہے۔

اس کے علاوہ ایک اور خیال بھی آتا ہے کہ اگر اس کو ہجرت کے ساتھ نہ باندھا جائے بلکہ اس سال کے ساتھ باندھا جائے جس سال شرارتوں نے آغاز پکڑا تو وہ ۸۴ء کا سال تھا۔ اس پہلو سے یہ ۹۵ء کا سال جو ختم ہو رہا ہے یہ گیارھواں سال بنتا ہے جو ختم ہو گا اور گیارھواں سال ختم ہونے کے بعد جو ۹۶ء کا سال ہے وہ بہت ہی برکتوں کا سال اور غیر معمولی کامیابیوں والا سال قرار پاتا ہے۔ اگر میرا یہ استنباط درست ہے کیونکہ ظاہر بات ہے کہ الہام تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے جو سو سال سے بھی پہلے سے نازل ہو چکا ہے۔ ہم استنباط کر رہے ہیں اور جہاں تک استنباط کا تعلق ہے اس کا ایک پہلو تو خدا نے بڑی شان سے پورا کر دیا۔ وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ کس پہلو سے، کس طرح پورا ہو گا لیکن اچانک اللہ تعالیٰ نے دل میں ڈالی کہ تم تو انتظار کر رہے ہو وہ بات تو پوری ہو چکی ہے اور بہت بڑی سازش تھی، بہت ہی بھیانک سازش تھی، ملک کے ٹکڑے اڑا دینے تھے اس سازش نے۔ اللہ تعالیٰ نے بروقت متنبہ کر دیا فوج کو اور اس نے اپنے یونٹ فوج کی حیثیت سے اپنی شخصیت کو اور پاکستان کی حیثیت سے اس ملک کو بچانے کی فوراً مؤثر کارروائی کی ہے۔ شریروں نے بہت روکیں ڈالیں، بہت ڈرانے دھمکانے کی کوششیں کیں، اسلام کا نام بیچ میں گھسیٹا کہ اس سے مرعوب ہو کر یہ جوابی انسدادی کارروائیوں سے ڈر جائیں گے مگر جسے خدا ہمت دیتا ہے یا جس تقدیر کے تابع ایک بات کو کھولتا ہے لازماً اس کی پھر توفیق بھی عطا فرماتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ کا بے انتہا احسان ہے کہ اس نے پاک فوج کو اپنی اجتماعیت کو محفوظ کرنے کی توفیق بخشی۔ اس فوج کے خلاف سازش کو کلیۃً رد کر دینے کی توفیق بخشی اور جھوٹی دھمکیوں سے یہ مرعوب نہیں ہوئے۔ اور اس کے نتیجے میں پاکستان کو جو فائدہ پہنچا ہے جیسا کہ میں بیان کر رہا ہوں عام آدمی کو تصور نہیں ہے کہ کتنا بڑا خطرہ تھا اور کتنا بڑا فائدہ پہنچا ہے۔ بلاشبہ اس کے نتیجے میں فوج نے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا تھا۔ جو سکیمیں تھیں ان لوگوں کی وہ سکیمیں جڑوں کے لحاظ سے گہری زیادہ نہیں تھیں۔ چند آدمیوں کے دلوں میں اور چند مولویوں کے دل میں اس کی جڑیں تھیں۔ عام فوج کے مزاج سے بالکل مختلف مزاج تھا۔ عام پاکستانی کے مزاج سے مختلف مزاج تھا جو اس انقلاب کو دیا جانا تھا اور ناممکن تھا کہ فوج کی اعلیٰ سیادت اس کو قبول کر لیتی۔ اس لئے کہ وہ کور کمانڈر کے لیول پر اور اسی طرح بڑے بڑے جرنیلوں کی سطح پر وہ لوگ اس سازش میں نہ صرف یہ کہ شریک نہیں تھے ان کو ہوا تک نہیں لگی تھی۔ چند غیر ذمہ دار آدمیوں نے مل کر یہ کی اور ان کا خیال تھا کہ اسلام کے نام پر جب اس سازش کا انکشاف کریں گے تو مولوی جو ہمارے ساتھ لگے ہوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ بلے بلے تم چلو آگے بڑھو ہم تمہارے ساتھ ہیں اچانک یہ قوم کو آواز دیں گے اور قوم کہے گی عظیم انقلاب برپا ہو گیا۔ ایسی جاہلانہ خواب تھی کہ جس کا پارہ پارہ ہونا لازم تھا۔ میں صرف اس لئے یہ نہیں کہہ رہا وہ سازش مٹ گئی اور ظاہر ہو گئی میں یہ بتا رہا ہوں کہ اگر یہ کامیاب ہوتی تو ان معنوں میں کامیاب ہوتی کہ فوج کو پارہ پارہ کر دیتی اور ملک کے ٹکڑے اڑا دیتی۔ یہ اتنی بڑی سازش، اتنی خطرناک سازش اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ کی دعاؤں سے ٹلی ہے اور وہ دعاؤں کا سلسلہ ابھی جاری ہے اور جاری رہنا چاہئے۔

پس جہاں تک ہجرت سے ہجرت تک کے سال کا تعلق ہے یہ مضمون اس نے آپ پر کھول دیا مگر جہاں تک سال پچانوے اور چھیانوے کا تعلق ہے ابھی ایک سال پورا باقی ہے خوش خبریاں دیکھنے کا۔ اور یہ خوش خبریاں میں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ سال کے پہلے چار مہینے میں زیادہ اکٹھی ہونگی۔ مگر اللہ بہتر جانتا ہے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بعض سال ایسے ہوتے ہیں ابتلاء اور خدا تعالیٰ کی طرف سے جوابی کارروائیوں کے تانے بانے کے ساتھ بنے جاتے ہیں۔ ایک ابتلاء کا دھاگہ چل رہا ہے اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی جوابی کارروائی کا روشن دھاگہ بھی چلتا ہے اور اس طرح سیاہ اور سفید میں بٹا ہوا ایک ڈورا بن جاتا ہے۔ ۱۹۹۵ء کا سال اس طرح کے دو ڈوروں کا بٹا ہوا سال ہے۔ اور اس کے بعد جو حالات ظاہر ہونے ہیں آپ میں سے ہر سوچنے والا جیسا کہ میں نے بنیاد آپ کے سامنے کھول کر رکھ دی ہے، اپنی سوچ کا جو میرا دائرہ ہے اس میں آپ کو بھی شامل کر لیا ہے، تو آپ اپنے طور پر سوچیں اور آپ میں سے ہر ایک اندازہ کر سکے گا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک بہت بڑا احسان ہے جو جماعت پر ہوا ہے اور اس احسان کے نتیجے میں پاکستان پر بہت بڑا احسان ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو تباہی سے بچا لیا ہے۔

یہ سال جو گزرا ہے یہ بعض عظیم برکتوں کی تیاری کا سال بھی ہے اور بعض نہایت بھیانک اور ہولناک سازشوں کا سال بھی ہے

پس مزید دعائیں کریں تا کہ یہ قوم جو تباہی سے بچائی گئی ہے کسی مقصد کے لئے بچائی جائے۔ اور وہ مقصد تبھی پورا ہو سکتا ہے جب یہ کثرت کے ساتھ جماعت احمدیہ کی جھولی میں آئے اور امن کے سائے تلے آ جائے اور اس ملک سے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نور کے غلبے کے لئے ایک عظیم الشان تحریک اٹھے۔ یہ وہ مثبت باتیں ہیں جن کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ دعائیں کریں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ جیسے اس سازش کو ناکام بنایا ہے آئندہ اور سازشوں کو بھی جن کا ہمیں کچھ پتہ نہیں ان کو بھی ناکام بنا دے۔ اور خدا تعالیٰ کی جوابی کارروائی بڑی شان کے ساتھ احمدیت کے حق میں پے در پے ظاہر ہونے لگے یہاں تک کہ جیسے کہتے ہیں کانوں تک راضی ہو گئے، ہم سر کی چوٹی تک خدا کے انعامات اور احسانات میں ایسے ڈوب جائیں کہ گویا شکر میں تحلیل ہو جائیں۔ اس تصور کے مزے لیتے ہوئے، اس کے چسکے لیتے ہوئے اپنی دعاؤں کو آگے بڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے اور ہماری دعاؤں کو خود ہی اثر عطا کرے اور ان دعاؤں کی قبولیت کی شان ہم آسمان سے برستے ہوئے دیکھیں۔

دوسرا پہلو وہ تھا جس کا میں نے اس سے پہلے بھی ذکر کیا تھا کہ ایم ٹی اے کے خلاف بھی ایک سازش ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے بروقت اس سازش کو منکشف فرما دیا۔ اب صحیح تاریخیں اس وقت معین طور پر تو نہیں میں پیش کر سکتا لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے یہی فروری یا مارچ کا ہی غالباً زمانہ تھا۔ اسی سال کے مارچ میں جب پہلی بار میں نے متبادل انتظامات کی تیاری کی ہدایت دی تھی اور ہمارے سید نصیر شاہ صاحب جن کو میں نے اس کام پر مامور کیا تھا اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بڑی محنت کر رہے ہیں۔ اس دن سے لے کر آج تک دن رات اس کام میں مصروف ہیں اور خدا نے ان کی محنت کو بہت پھل بھی لگایا ہے ان کو یاد ہو گا کہ وہ کون سے دن تھے جب میں نے ان کو کہا۔ لیکن کم و بیش وہی وقت تھا جب کہ مولوی یہ سازش تیار کر رہے تھے اور ایک اور سازش تیار ہو رہی تھی اور خود مولویوں کی بے احتیاطی سے ہمیں علم ہو گیا کہ کیا واقعہ ہو رہا ہے۔ اور ادھر دوسرے سازشیوں کی بے احتیاطی سے ہمیں یہ علم ہو گیا کہ وہاں کیا

BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-478 6464 0181-553 3611

واقعہ ہو رہا ہے اور خدا نے ایک لمبا عرصہ تیاری کا دیا جو اگر اس وقت تیاری نہ کرتے تو لازماً بہت بڑا وقفہ پڑنا تھا آج کے ایم ٹی اے کے نظام میں اور آئندہ ہونے والے کے نظام میں بلکہ ہو سکتا تھا کہ پھر ہم بہت لیٹ ہو چکے ہوتے۔ کیونکہ ابھی بھی جہاں جہاں ہم نے رابطے کر کے خدا کے فضل سے اپنے وقت واضح طور پر ریزرو کروا لئے ہیں یعنی پنجابی میں کہتے ہیں "جگہ مل لئی" وہ ہم نے ان کے وقت مل لئے ہیں وہ یہ بتاتے ہیں کہ اگر تم ذرا بھی دیر کرتے تو اتنا اس وقت رش ہے، اتنی بڑی بڑی کمپنیاں اور بڑی بڑی حکومتیں وقت کے لئے بے تاب ہیں کہ یہ وقت پھر تمہارے ہاتھ سے نکل جانا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنا احسان فرمایا اور بعض وقت تو واضح طور پر، قطعی طور پر مہیا ہو چکے ہیں بعض کے متعلق وعدہ ہے کہ اتنی دیر تک امید ہے کہ ہو جائیں گے اس میں بھی دو قسم کے امکانات ہیں۔ جو میری خواہش تھی وہ تو یہ تھی کہ چوٹی کا جو بھی سامان مہیا ہو سکتا ہے خواہ کیسی ہی قیمت دینی پڑے اتنا اعلیٰ ہو کہ کسی احمدی کی طرف سے پھر کبھی شکایت نہ آئے کہ اب یہ سیٹلائٹ ڈول گیا، اب یہ مدھم پڑ گیا، اب نکتے آنے شروع ہو گئے، اب اپنا ٹیلی ویژن شروع ہو گئی۔ اس قسم کی پھر کبھی کوئی شکایت کا موقع نہ ملے ایسا انتظام دے۔ اس انتظام کے جو امکانات ابھرے ان میں ایک ایسا بھی تھا جو دنیا میں سب سے زیادہ روشن اور طاقتور نظام ہے اور اس میں ہم نے جگہ بک کرائی۔ لیکن ابھی اس کی آخری صورت طے ہونے میں کچھ دقتیں ہیں۔ لیکن متبادل جو اس سے دوسرے درجے کی ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بک ہو چکی ہے۔ اس لئے مئی کے آغاز سے لے کر پھر آئندہ ساڑھے پانچ سال تک خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کو میں خوش خبری دیتا ہوں کہ پھر کوئی جماعت کو تنگ نہیں کر سکے گا لیکن جو بیچ کا عرصہ ہے اس کے لئے متبادل انتظام جہاں تک تعلق تھا یورپ کا تو پختہ ہو گیا ہے وہ تو طے ہو چکا، قیمتیں ادا ہو گئیں، سودے ہو گئے، تحریریں مکمل ہو گئیں۔

جہاں تک ایشیا کا تعلق ہے اس کی راہ میں ابھی کچھ مشکلات ہیں۔ میری یہ خواہش تھی کہ یہ سلسلہ ربط نہ ٹوٹے اس لئے خواہ تین گھنٹے کا وقت ملے جو بنیادی طور پر بہت کافی ہے۔ یعنی روزانہ تین گھنٹے جو مرکزی حصہ ہمارے پروگراموں کا ہے وہ یکم مئی تک مسلسل دکھایا جائے۔ اس سلسلے میں خدا کے فضل سے کارروائی تقریباً پایہ تکمیل کو پہنچ گئی ہے، کچھ معمولی روکیں ابھی راہ میں ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان روکوں کو دور فرما دے تو پھر تین مہینے جو صبر کے ہیں وہ ایشیا کے لئے تو اس حد تک صبر کے مہینے ہونگے کہ بارہ گھنٹے یا چوبیس گھنٹے کی بجائے صرف تین گھنٹے روزانہ کا رابطہ رہے گا۔ اور جہاں تک افریقہ کا تعلق ہے ان تین مہینوں میں افریقہ سے ہمارا رابطہ کٹ جائے گا مگر اس کے متبادل کے طور پر خدا نے بعض اور سامان پیدا کر دئے ہیں۔ مثلاً ایک ملک میں جہاں اس وقت جماعت کے رابطے کی شدید ضرورت ہے اللہ تعالیٰ نے یہ سامان پیدا فرما دیا کہ وہاں کی ایک آزاد ٹیلی ویژن کمپنی جس کے پروگرام تقریباً ایک سو کلومیٹر کے دائرے میں مرکز سے، ان کے Capital سے ایک سو کلومیٹر کے Radius میں یعنی اس دائرے میں سنے جا سکتے ہیں۔ ان کو از خود توجہ پیدا ہوئی اور شوق پیدا ہوا ہے کہ وہ ایم ٹی اے کے پروگرام دکھائیں اور بغیر کسی معاوضہ کے، بلکہ شکریہ کے ساتھ انہوں نے یہ بات منظور کر لی ہے کہ آپ ہمیں اگر براہ راست رابطہ نہ بھی دے سکتے ہوں تو ویڈیوز مہیا کر دیں۔ ہم روزانہ آپ کی ویڈیوز دکھائیں گے اور آپ کا چینل ٹیلی ویژن کا رابطہ نہیں ٹوٹے گا۔ پس الحمد للہ کہ ان کو بھی ہم نے ویڈیوز بھجوا دی ہیں۔ پس اس طرح خدا تعالیٰ خود ہی سامان فرما رہا ہے۔

خدا کی تقدیر یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ ہر سال احمدیت کے حق میں ایک نئی شان لے کر آئے گا۔ ہر سال احمدیت کا سال ہو گا

ایک ملک میں جہاں ویڈیوز یا ٹیلی ویژن کے ذریعے رابطہ تو قائم نہیں ہو سکا وہاں سے خدا نے یہ سامان کر دیا کہ ریڈیو کا Chain سٹیشن ہے ایک، جنہوں نے بہت ہی معمولی قیمت پر یعنی اتنی معمولی قیمت پر کہ وہ آدمی سن کے حیران رہ جاتا ہے، جماعت کے لئے ایک سال کے پروگرام وقف کر دئے ہیں کہ ہم آپ کے یہ پروگرام باقاعدہ دکھائیں گے۔ شروع میں انہوں نے تھوڑے پروگرام لئے ہیں۔ اب میں ان کو لکھ رہا ہوں کہ اس کو زیادہ کریں۔ مگر ابھی سے ان کا جو اثر ہے وہ بہت حیرت انگیز ظاہر ہو رہا ہے۔ ان پروگراموں کے نتیجے میں دور نزدیک سے لوگ رابطے کر رہے ہیں اور احمدیت کی طرف توجہ بڑھ رہی ہے۔

پس یہ سال جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا جہاں سازشوں کا سال تھا وہاں سازشوں کی جوابی کارروائی کا سال بھی تھا اور وہ جو جوابی کارروائی ہے وہ جاری رہے گی اور یہ سال ختم ہونے تک سازشوں کے گلے گھونٹے جائیں گے انشاء اللہ۔ اور آپ دعائیں کریں اور اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کو قبول فرمائے گا اور آسمان سے جو رحمت برسنے کا فیصلہ ہو چکا ہے وہ تو برسے گی بہرحال، دنیا کی کوئی طاقت اس کو روک نہیں سکتی۔

اب اس کے بعد جو نور والا مضمون تھا اس کی طرف واپس جانے کا اب وقت نہیں رہا کیونکہ وہ ایک اور آیت کے حوالے سے میں آپ کے سامنے کھولنا چاہتا تھا۔ وہ انشاء اللہ ہم آئندہ خطبے میں تو نہیں مگر اس کے بعد کا غالباً جو جمعہ آئے گا اس میں پھر اس مضمون کو شروع کر سکیں گے۔ آئندہ خطبے میں اس لئے نہیں کہ یہ ایک لمبے عرصے سے جماعت کا دستور چلا آ رہا ہے کہ سال کا آخری خطبہ یا اگلے سال کا پہلا خطبہ وقف جدید کے لئے وقف ہوتا ہے۔ اور مجھ پر دباؤ تو یہی تھا یعنی درخواستیں تو یہی تھیں مرکز کی طرف سے بھی، دوسری جگہوں سے بھی کہ اس خطبے میں وقف جدید کی تحریک کی جائے اور جس طرح میں کوائف بیان کیا کرتا ہوں وہ کوائف پیش کئے جائیں مگر چونکہ یہ دوسری باتیں یہاں کرنے والی لازم تھیں اس لئے میں نے آئندہ جنوری کے پہلے خطبے کو وقف جدید کے لئے وقف کیا ہے۔ تو انشاء اللہ اس وقت تک جو کوائف دنیا سے اکٹھے ہو چکے ہونگے ان کی روشنی میں میں آپ کو وقف جدید کے مضمون سے آگاہ کروں گا۔ اور اس کے بعد جو خطبہ آئے گا پھر انشاء اللہ، سوائے اس کے کہ کوئی غیر معمولی ایسی بات پیدا ہو جس کے لئے ہمیں اس مضمون کو بھی چھوڑنا پڑے ورنہ یہی نور والے خطبات کے تسلسل کو پھر شروع کر دیں گے۔

رمضان سے رمضان کے سفر کا بھی جائزہ لیں

ایک ضمنی بات میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اس سال پہ غور کرتے ہوئے ایک اور بات کا بھی خیال رکھیں کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی مالی توفیقات کو جو بڑھایا ہے کیا آپ نے ان توفیقات کے مطابق اپنی مالی قربانی کو بھی بڑھایا ہے کہ نہیں۔ اگر ایسا نہیں ہوا تو یہ خطرہ ہے۔ کیونکہ قربانیوں کا مضمون دو طرح سے آگے بڑھتا ہے۔ ایک یہ کہ توفیق کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ قربانیاں ضرور بڑھا کرتی ہیں۔ ان لوگوں کی قربانیاں جو خالصتاً للہ رضائے باری تعالیٰ کی خاطر قربانیاں دیتے ہیں ان کی تو لازماً بڑھتی ہیں اور اگر توفیق نہ بڑھے تو آرزوئیں بڑھتی رہتی ہیں، تمنائیں بڑھتی رہتی ہیں، دل مچلتے ہیں کہ کاش ایسا ہو کہ ہمیں توفیق ملے تو پھر یہ بھی کر دیں اور وہ بھی کر دیں اور بسا اوقات ایسے مردوں اور عورتوں کے خط ملتے ہیں کہ ہم یہ قربانی پیش کر سکتے ہیں مگر دل روتا ہے، تمنا بڑی ہے کہ کاش خدا اور دے تو پھر ہم اور بھی زیادہ قربانیوں کو بڑھا دیں۔ اس ضمن میں جب اپنے سال پر غور کریں گے تو آپ کے دل آپ کو بتائیں گے کہ قربانیوں سے بے زاری بڑھی تھی یا قربانیوں کی محبت بڑھی ہے۔ عملاً پہلے سے زیادہ قربانیاں دی ہیں یا عملاً پہلے سے قربانیوں میں کمی واقع ہو گئی ہے۔ اس پہلو سے بھی سال پر نظر کریں۔

جہاں تک نیک تمناؤں کا تعلق ہے ان میں بھی دعاؤں کی ضرورت ہے کہ وہ تمنائیں سچی ہوں۔ کیونکہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ بعض لوگ یہ دعائیں کرتے ہیں کہ اے خدا ہمارے اموال میں برکت دے پھر ہم بہت قربانیاں کریں تیری راہ میں مگر جب اللہ تعالیٰ ان کو اموال میں برکت دیتا ہے تو وہ قربانیوں سے محروم رہ جاتے ہیں اور خرچ نہیں کر سکتے۔ تو جہاں یہ نیک تمنائیں پیاری ہیں، اچھی لگتی ہیں وہاں یہ خطرات بھی ہیں جن کی نشان دہی قرآن کریم فرماتا ہے۔ اور ایسی کتاب ہے کہ اس کا کوئی جواب نہیں۔ کوئی نظیر دنیا میں نہیں ہے۔ اور بھی کتابیں اتری ہیں اور اس شان کی کتاب کہیں نہیں اتری، پہلے کبھی نہیں اتری۔ ہر اچھی چیز کی تحریک فرماتے ہوئے ہر اچھی چیز کے ساتھ منسلک خطرات سے بھی آگاہ کرتا ہے۔ کوئی نکال کے تو دکھائے دنیا سے کوئی ایسی کتاب۔ اس لئے کہ یہ ایک جاری کتاب تھی جو فطرت کے ساتھ باندھی گئی اور فطرت کے ہر گوشے پر نظر رکھنا اس کتاب کے لئے لازم تھا ورنہ یہ عالمگیر تعلیم نہیں بن سکتی تھی۔

پس باقی کتب کا نقص نہیں ہے ان کی مجبوری ہے وہ وقت کے دائروں میں بٹی ہوئی شریعتیں تھیں۔ چونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ایک عالمی نور نازل ہوا ہے جو کل عالم سے تعلق رکھتا ہے اس لئے فطرت سے اس کا باندھا جانا ضروری تھا اور فطرت میں مخفی ہر پہلو کے ساتھ جہاں جہاں تعلق ضروری ہے وہاں قرآن نے باندھا ہے۔ جہاں خوش خبریاں دی ہیں وہاں ان خوش خبریوں سے تعلق میں خطرات سے بھی آگاہ فرمایا ہے۔ پس یہ خطرات بھی ہیں جو نیک تمناؤں کے ساتھ وابستہ ہیں۔ مجھے تو کہیں کسی کتاب میں یہ پڑھنا یاد نہیں کہ نیک تمناؤں کے ساتھ ان کے خطرات کا بھی علم دیا گیا ہو۔ قرآن دیتا ہے۔ کہتا ہے یہ دعا بھی، یہ خواہش نیک ہونے کے باوجود بھی خطرے کا موجب بن سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے تم پہلے سے بھی بدتر حال کی طرف لوٹ جاؤ۔ اس لئے جب نیک تمنائیں کیا کرو تو اول خوب غور کر کے، سوچ کر کیا کرو، اپنے دل کی گہرائی تک اپنے نفس کو کریدو کہ کیا واقعۃً تم میں اس کی طاقت ہے بھی کہ نہیں۔ کیا جب یہ نصیب ہو جائے گا تمہیں تو تم اس عہد پر قائم رہو گے۔ اگر نہیں تو ڈرو اس تمنا سے جو تمنا تمہیں کامیابی کی بلندی عطا کرنے کی بجائے ہلاکت کے گڑھوں کی طرف دھکیل سکتی ہے اور

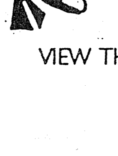
SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
MTV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TEL: 01276-20916 FAX: 01276-678 740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

ساتھ دعائیں کرو۔ اگر نہ پتہ لگے کہ میری تمنائیں کیا کمزوریاں ہیں تو پھر دعائیں کرو کہ اے اللہ ہم تمنا تو کرتے ہیں مگر ہمیں اپنے نفس کے، نفوس کے شرور سے بچا اور ہماری تمناؤں کی بھی حفاظت فرما، ان کو پاک اور صاف کر دے اور پھر انہیں پاک اور صاف حالت میں قبول فرما۔

پس یہ بھی ایک جائزے کا پہلو ہے اور جائزے میں اپنی اس اولاد کو بھی پیش نظر رکھیں کیونکہ میں نے جائزے میں یہ آپ سے گزارش کی تھی کہ اپنا ہی نہیں اپنی بیوی کا بھی، بچوں کا بھی جائزہ لیں۔ آپ میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اولاد کی کامیابیاں دکھائی ہیں اپنے پروفیشن (Profession) میں یا یونیورسٹی کے دوسرے امتحانات میں یا سکول کے یا کسی ٹیکنیکل ٹریننگ کے امتحان میں یعنی وہ جو کسب معاش کے لئے مختلف ذریعے بنائے گئے ہیں ان کی تربیت حاصل کر کے وہ کامیاب ہوئے ہیں اور بہت سے ان میں سے ایسے ہیں جن کو خدا کے فضل سے اچھی نوکریاں مل گئی ہیں یا آزاد تجارتوں کے موقعے ملے ہیں۔ آزاد اپنے ذریعہ معاش کو برکت دینے کے، بڑھانے کے موقعے ملے ہیں تو یہ بھی نظر رکھیں کہ ان کے اندر بھی خدا تعالیٰ نے مالی قربانی کی تحریک پیدا کی ہے کہ نہیں۔ اگر نہیں تو ان کو سمجھائیں پیار کے ساتھ۔ ان کو کہیں کہ یہی وقت ہے آج یہ عہد کر لو کہ گھر میں پیسے لانے سے پہلے لازماً خدا کا حصہ نکالو گے۔ وہ نکالنا شروع کر دو آج تمہارے لئے زیادہ آسان ہے کیونکہ ابھی آغاز میں تھوڑے پیسے ملتے ہیں۔ اگر تھوڑے پیسے دینے لگو گے تو پھر بڑوں کی بھی توفیق ملے گی۔ اگر بڑی رقموں کی توفیق ملے گی تو لذتیں بھی خدا تمہاری بڑھائے گا اور پھر ایسا چسکا پڑ جائے گا کہ قربانی نہ دینا عذاب ہو جائے گا۔ قربانی دینا چٹی نہیں بنے گا۔ پس پیار اور محبت کے ساتھ ان نسلوں کی بھی تربیت کریں تا کہ خدا تعالیٰ دین کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ان کی نسلوں کو بھی توفیق عطا فرمائے اور یہی پیغام یہ پھر آئندہ نسلوں میں بھی منتقل کرتے رہیں۔ تو اس پیغام کے ساتھ جو اس گزرے ہوئے سال کی ذمہ داریوں سے تعلق رکھتا ہے اب میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

یہ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحم کے ساتھ غیب سے ہماری مدد کے سامان فرماتا رہے اور ایسی ایسی نعمتیں اور فتوحات کی خوش خبریاں عطا کرے جن خوش خبریوں کو پھر اپنی آنکھوں کے سامنے پورا ہوتے بھی دیکھیں اور اس طرح احمدیت کی فتوحات کا زمانہ لامتناہی، نئی شان کے ساتھ ہمیشہ آگے بڑھتا رہے

اب میں بعض مرحومین کا مختصر ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کی نماز جنازہ آج نماز جمعہ اور عصر کے جمع ہونے کے بعد پڑھی جائے گی۔ ان میں سب سے پہلے تو مکرم و محترم چوہدری محمد انور حسین صاحب امیر جماعت شیخوپورہ کا مختصر ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ بہت ہی مخلص اور فدائی انسان تھے اور خدا تعالیٰ نے ان کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ ایسی ہردلعزیز شخصیت تھی کہ اپنے کیا اور غیر کیا جو بھی ان کے قریب آتا تھا اس کا دل موہ لیتے تھے اور کسی جگہ میں نے کسی امیر ضلع کو اتنا ہردلعزیز نہیں دیکھا جتنا چوہدری انور حسین صاحب کو شیخوپورہ ہی میں نہیں اس کے گردو پیش میں بھی دیکھا ہے۔ جب وہاں کبھی میں جاتا تھا تو دعوت دیا کرتے تھے وہاں کے دانشوروں کو، حکومت کے افسر، غیر افسر، وکیل، زمیندار سب کشاں کشاں چلے آتے تھے۔ کبھی کسی نے اس بارے میں خوف محسوس نہیں کیا کہ احمدیت کی تبلیغ ہونی ہے وہاں سوال و جواب ہونگے ہم کیوں شامل ہوں، سارے آیا کرتے تھے اور بے حد عزت تھی چوہدری صاحب کی ان کے دلوں میں۔ اپنی ساری برادری پر بہت اثر رکھتے تھے اور ان کا مختصر تعارف یہ ہے کہ ایک ایسے خاندان میں پیدا ہوئے جو احمدیت کا سخت مخالف تھا ان کے بہنوئی رئیس احرار افضل حق تھے۔ ایک عبدالرحمٰن صاحب تھے جو پنجاب اسمبلی کے ممبر تھے اور چوٹی کے جماعت کے مخالفین، اور احمدی کب ہوئے چودہ سال کی عمر میں۔ ۱۸ء میں پیدا ہوئے اور ۳۲ء میں احمدی ہو گئے۔ وہ چھوٹا سا بچہ چودہ سال کا ایسی مصیبت میں مبتلا ہوا کہ قیامت برپا ہو گئی اس خاندان پر، دور دور سے چوٹی کے ہندوستان کے علماء کو بلایا گیا، ان کے ساتھ مجالس لگائی گئیں کہ اس کو توبہ کرا دو۔ جب وہ کامیاب نہیں ہوئیں کوششیں اور چوہدری صاحب کو جو اللہ نے غیر معمولی ذہانت عطا فرمائی تھی اس سے چوہدری صاحب ہر ایک کا منہ بند کر دیتے رہے تو پھر پیروں فقیروں کے پاس لے گئے اور کہا اس پر جنتر منتر کرو، کوئی دعائیں پڑھو۔ چوہدری صاحب واقعات سنایا کرتے تھے بعض پیروں نے کہا کہ نہیں اس پر کسی کا جادو نہیں چل سکتا یہ بڑی سخت ہڈی ہے۔ تو اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا بڑی تبلیغ کی توفیق ملی۔ اپنے خاندان میں، غیروں میں، ہر جگہ احمدیت کے لئے ایک تو غیرت میں ننگی تلوار اور تبلیغ کے لحاظ سے ایسا میٹھا رس تھے جو دلوں کی گہرائی تک اترتا تھا۔

۷۴ء میں جو جماعت کے خلاف شور اٹھا ہے اس کے پس منظر میں وہ کامیاب تبلیغ تھی جماعت کی جس کے نتیجے میں مولویوں کی کیمپوں میں تہلکہ مچ گیا تھا۔ حکومت بھی بے قرار ہو گئی تھی کہ اگر اس طرح احمدیت تیزی سے پھیلنا شروع ہوئی تو کیا بنے گا ہمارا۔ اس میں چوہدری صاحب کا ضلع سب سے آگے تھا۔ ضلع شیخوپورہ سے سب سے بڑے وفد آیا کرتے تھے ہر ہفتے اور اللہ کے فضل سے رونقیں لگ جاتی تھیں۔ ربوہ میں ہر طرف مولوی ہی مولوی پھر رہا ہوتا تھا مگر آنے والا مولوی اور ہوتا تھا جانے والا اور ہوتا تھا، شکل ہی بدل جاتی تھی ان کی۔ تو چوہدری صاحب نے اس مہم میں سب سے زیادہ مرکزی کردار ادا کیا تھا۔ احمدیت کے عاشق، مسیح موعود علیہ السلام کے عاشق، خلافت کے عاشق اور ایسی طبیعت مزے کی کہ باتیں کرتے تھے تو پھول جھڑتے تھے۔ لطائف کا بہت پیارا ذوق تھا اور حاضر جوابی تو درجہ کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ کئی لوگ چوہدری صاحب کی حاضر جوابی کی وجہ سے سوچ سوچ کر، سکیمیں بنا بنا کر آتے تھے کہ یہاں ہم ان کو پچھاڑ دیں گے اور بات کرتے کرتے چوہدری صاحب ایسا جواب دیتے تھے کہ الٹے پاؤں ان کو بھاگنا پڑتا تھا۔ کبھی آج تک میں نے یہ حاضر جوابی کے مقابلے میں چوہدری صاحب کو کسی سے شکست کھاتے نہیں دیکھا۔ غیروں کے مقابل پر بھی یہی حال تھا۔ احمدیت کے دلائل کے تعلق میں بھی یہی حال تھا تو بہت ہی پیارا وجود تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ کے بہت پیارے تھے، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو بہت پیارے تھے اور مجھے بہت ہی پیارے تھے۔ بہر حال اللہ جو بلانے والا ہے وہ سب سے پیارا ہے اسی پر ہماری جان ہمارے سب کچھ نثار ہو اور اسی کے قدموں پہ ہماری روحیں فدا ہوں۔ اللہ چوہدری صاحب کی روح کو بھی غریق رحمت فرمائے اور ان کے پسماندگان کو بھی وہ خوبیاں عطا کرے جن خوبیوں کے وہ علمبردار رہے ہمیشہ۔ تفصیلی ذکر کا تو بہر حال موقع نہیں۔ نہ مناسب ہے جمعہ کو اس قسم کے تفصیلی ذکر میں تبدیل کرنے کا مگر یہ باتیں میرا خیال ہے دلوں میں دعا کی تحریک پیدا کرنے کے لئے کافی ثابت ہونگی۔

ایک اور ہمارے بزرگ دوست سید احسن اسماعیل صدیقی صاحب گوجرہ میں وفات پا گئے ہیں۔ ابن سید چراغ دین شاہ صاحب مرحوم اور استانی چراغ بی بی صاحبہ مرحومہ۔ یہ ۲۲ دسمبر ۹۵ء کو وفات پا گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جسمانی لحاظ سے ان میں کچھ کمزوریاں تھیں اور اس کے باوجود بڑے ہمت والے انسان اور اعلیٰ ظرف اور اچھے اعلیٰ پائے کے شعر کہتے تھے۔ اونچ نیچ تھا اس میں لیکن بعض دفعہ شعر چمک کے ایسا اٹھتے تھے کہ بہت اونچی فضا تک پہنچ جاتے تھے۔ ان کی ایک نظم تو اتنی مقبول عام ہوئی کہ ایک زمانے میں ربوہ میں تو بچہ بچہ اس نظم کو گاتا پھرتا تھا۔

عرفان کی بارش ہوتی ہے دن رات ہمارے ربوہ میں
اک مرد قلندر رہتا ہے دریا کے کنارے ربوہ میں
ظلمت کی گھٹائیں چھائی ہیں اسلام کے روئے تاباں پر
اس دور میں بھی آتے ہیں نظر کیا چاند ستارے ربوہ میں
توحید کی باتیں کرتے ہیں محبوب خدا پر مرتے ہیں
یہ کوئی فرشتے ہیں یا رب جو تو نے اتارے ربوہ میں

یہ زندہ جاوید کلام سید احسن اسماعیل صدیقی صاحب کا ہے۔ ان کی نماز جنازہ بھی انشاء اللہ ہوگی۔ اور اس کے علاوہ کچھ اور بزرگوں کی یا عزیزوں کی بھی ہوگی جن کے اعلان پہلے کئے جا چکے ہیں۔

اکرم ظفر اللہ الشواء ابن مکرم محمد الشواء ایڈووکیٹ۔ یہ ۱۶ دسمبر ۹۵ء کو ۴۷ سال کی عمر میں کینسر سے وفات پا گئے۔ پچھلے اجتماعی نماز جنازہ غائب میں ان کا اعلان کرنا بھول گئے تھے۔ صرف میں نے اپنی ذات میں ان کی یاد میں نماز جنازہ غائب پڑھ لی تھی لیکن اب اس ساری اجتماعی نماز جنازہ غائب میں بھی ان کو پھر یاد رکھا جائے۔ ان کی خاص بات تھی کہ ان کے والد تو ۱۹۴۷ء میں احمدی ہوئے یعنی روحانی طور پر ۴۷ء میں پیدا ہوئے۔ یہ ۴۸ء میں پیدا ہوئے اس لئے پیدائشی احمدی تھے اور سلسلہ کے عاشق تھے۔ ایم ٹی اے کے پروگراموں کا اتنا شوق تھا کہ ایک لمحہ کے لئے وہاں سے نظر ہٹا نہیں سکتے تھے اور پیغام بھیجا کرتے تھے کہ ایم ٹی اے زندہ باد مجھے تو زندگی کا مزہ مل گیا ہے اس سے۔ اور سمجھ آئے نہ آئے بیٹھے رہتے تھے اس کے سامنے۔ دماغ کا کینسر ہوا اس وجہ سے بالآخر آپریشن بھی ہوا سوئٹزرلینڈ میں لیکن عام طور پر دماغ کا کینسر آپریشن کے جواب میں رد عمل دکھایا کرتا ہے۔ کچھ دیر کا وقتی آرام پھر پہلے سے بھی بڑھ کر خرابی۔ چنانچہ ہر دنیاوی کوشش ناکام رہی۔ ان کے والد بھی بہت بزرگ ہیں اور اس علم پر کہ میں نے ان کی نماز جنازہ غائب پڑھی ہے ان کا نہایت ہی محبت اور خلوص کا خط آیا ہے۔ کہتے ہیں میں تو اتنی سی بات سے ہی راضی ہو گیا ہوں، مجھے بہت ہی صبر ملا ہے اس سے۔ تو اس لئے ضروری ہے کہ ان کو دوبارہ ہم سب اپنے ذہن میں پیش نظر رکھتے ہوئے نماز جنازہ غائب پڑھیں۔

محمد صادق جیولرز

MOHAMMAD SADIQ JUWELIER

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کروا سکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات:

Frankfurt:
S. Gilani,
Tel: 069/685893

Hamburg:
Hinter der Markthalle 2
Near, Thalia Theater Karstedt,
20095 Hamburg,
Tel: 040/30399820

عیدالفطر

(عبدالماجد طاہر)

ماہ رمضان کے گزرنے پر یکم شوال کو روزوں کی برکات حاصل کرنے کی توفیق پانے کی خوشی میں عیدالفطر منائی جاتی ہے۔ نماز عید کا اجتماع ایک رنگ میں مسلمانوں کی ثقافت اور دینی عظمت کا مظہر ہوتا ہے اس لئے مرد، عورت اور بچے سبھی شامل ہوتے ہیں۔

حضرت ام عطیہؓ بیان فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ارشاد فرماتے تھے کہ ہم عیدین کے دن سب لوگ عورتیں بچے عید پر جائیں یہاں تک کہ حائضہ عورتوں کو بھی عید اور اس کی دعا میں شامل ہونے کا حکم ہوتا البتہ وہ نماز میں شامل نہیں ہوتی تھیں، بلکہ اتنا تاکیدی ارشاد اس بارہ میں فرمایا کہ اگر کسی لڑکی کے پاس اوڑھنی نہ ہو تو وہ کسی سہیلی سے مانگ لے اور عید پر ضرور جائے۔

(بخاری و مسلم، کتاب العیدین)

عید کے اس بابرکت تہوار کے لئے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آداب سکھائے اور ہدایات دیں۔ عید کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاص صفائی کا اہتمام فرماتے۔ غسل فرماتے، مسواک اور خوشبو کا استعمال کرتے اور صاف ستھرا لباس زیب تن فرماتے۔ اگر میسر ہوں تو نئے کپڑے پہنتے۔ مسلمانوں کے اس قومی و مذہبی تہوار میں شمولیت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاص تحریک فرماتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر کے روز صبح کچھ طاق کھجوریں تناول فرماکر عید پر جاتے تھے البتہ عیدالاضحی کے دن آپ قربانی کے گوشت سے کھانا شروع کرتے تھے۔ آپؐ کا معمول تھا کہ ایک راستے سے عیدگاہ میں تشریف لے جاتے اور دوسرے راستے سے واپس تشریف لاتے تاکہ مسلمانوں کے تہوار کی عظمت لوگوں پر ظاہر ہو اور باہم بھی ملاقات اور خوشی کے زیادہ مواقع میسر آئیں اور دونوں راستوں پر آباد لوگ آپؐ کی برکت حاصل کر سکیں۔

عید کے دن کھیل اور ورزشی مقابلے بھی ہوتے تھے چنانچہ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ عید کے موقع پر اہل حبشہ ڈھال اور برچھی سے اپنے کھیل اور مہارت کے فن دکھاتے تھے۔ شاید میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا آپؐ نے خود فرمایا کہ کیا ان کے کھیل کرتب دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے کہا ہاں! تب آپؐ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کرلیا اس طرح کہ میرا رخسار آپؐ کے رخسار کے ساتھ تھا۔ آپؐ کھیلنے والوں کا خوب حوصلہ بڑھاتے رہے۔ پھر میں خود ہی تھک گئی تو آپؐ نے مجھے فرمایا بس کافی ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا اچھا تو جاؤ۔

حضرت عائشہؓ کی ہی روایت ہے کہ ایک دفعہ عید کے دن انصار کی دو لڑکیاں میرے پاس بیٹھی جنگ بعاث کے نغمے سنا رہی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپؐ اپنے بستر پر آکر دوسری طرف منہ کرکے لیٹ گئے تھوڑی دیر بعد حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے تو ان لڑکیوں کو گاتے دیکھ کر مجھے ڈانٹا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں یہ شیطانی گانا؟ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکرؓ! ہر قوم کی عید کا ایک دن ہوتا ہے اور یہ ہماری عید کا دن ہے۔

اچھے کھانے، خوبصورت کپڑے اور کھیل کود تو ظاہری خوشی کے اظہار کے طریقے ہیں ایک مسلمان کی حقیقی خوشی اور سچی عید تو یہ ہے کہ اس کا خدا اس سے راضی ہوجائے اس لئے تیس دن کے روزے رکھنے کے بعد عید کے روز مسلمان خدا تعالیٰ کے شکرانہ کے طور پر دو رکعت نماز عید بھی ادا کرتے ہیں۔ عید کی دو رکعت نماز کسی بھی کھلے میدان یا عیدگاہ میں زوال سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ بسبب ضرورت عید کی نماز جامع مسجد میں بھی ادا کی جاسکتی ہے۔ عید کی نماز باجماعت ہی پڑھی جاسکتی ہے، اکیلے جائز نہیں۔

احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کے موقع پر عیدگاہ تشریف لے جاتے اور سب سے پہلے کام یہ کرتے کہ نماز شروع فرماتے۔ نماز سے فراغت کے بعد لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے اور لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے۔ حضورؐ انکو وعظ و نصیحت فرماتے، ضروری احکام کا اعلان فرماتے، کبھی کوئی لشکر بھیجنا ہوتا تو اس کی روانگی کا حکم فرماتے اور پھر اس سے فارغ ہوکر گھر واپس جاتے۔

عید کے خطبہ میں عورتوں کو بھی شامل کیا جاتا ہے اور ان تک آواز پہنچانے کا کوئی ذریعہ نہ ہو تو امام علیحدہ طور پر بھی عورتوں کو خطاب کرسکتا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عید کا خطبہ دیا اس کے بعد آپ عورتوں کی صفوں کے پاس تشریف لائے حضرت بلالؓ آپؐ کے ساتھ تھے آپؐ نے انکو وعظ و نصیحت فرمائی۔ خاوندوں کی اطاعت کی اور زبان درازی سے بچنے کی تلقین فرمائی اور صدقہ دینے کی تحریک کی۔ حضورؐ کی اس تحریک پر عورتیں اپنے ہاتھ کانوں اور گلے کے زیور اتار اتار کر حضرت بلالؓ کی چادر میں ڈالنے لگیں۔ اس کے بعد رسول اللہ واپس تشریف لائے۔

نماز عید میں نہ تکبیر ہوتی ہے نہ اذان۔ نماز عید کا وقت سورج کے نیزہ بھر آسمان پر آجانے کا ہے۔ موسم اور حالات کے لحاظ سے عید کا وقت لوگوں کی سہولت کو مدنظر رکھ کر مقرر کرنا چاہیئے۔ عام طور پر عید الفطر نسبتاً تاخیر سے اور عید الاضحی جلدی پڑھی جائے اور یہی سنت ہے۔

نماز عید کی دونوں رکعت میں بلند آواز سے قرات کی جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں پہنچتے تو اذان، اقامت کے بغیر ہی نماز شروع فرما دیتے اور سنت یہی ہے کہ ان میں سے کوئی فعل نہ کیا جائے۔ آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ جب عیدگاہ میں پہنچتے تو عیدگاہ سے قبل کوئی (نفل وغیرہ) نہ پڑھتے اور نہ بعد میں پڑھتے اور خطبہ سے پہلے نماز شروع کرتے اس طرح آپؐ دو رکعتیں ادا کرتے پہلی رکعت میں سات مسلسل تکبیریں کہتے اور ہر دو تکبیروں کے درمیان ایک ہلکا سا وقفہ ہوتا۔ تکبیرات کے درمیان آپؐ سے کوئی مخصوص ذکر مروی نہیں۔ ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے جب تکبیریں ختم فرماتے تو قرات شروع کرتے یعنی سورۃ فاتحہ پھر اس کے بعد سورۃ ق والقرآن المجید ایک رکعت میں پڑھتے اور دوسری رکعت میں اقتربت الساعۃ وانشق القمر پڑھتے بسا اوقات آپؐ دو رکعتوں میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ھل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھتے، جب قرات سے فارغ ہو جاتے تو تکبیر کہتے اور رکوع میں چلے جاتے۔ پھر ایک رکعت مکمل کرتے اور سجدہ سے اٹھتے (پھر) پانچ بار مسلسل تکبیریں کہتے جب تکبیریں مکمل کرلیتے تو قرات شروع کردیتے۔ اس طرح ہر رکعت کے آغاز میں تکبیریں کہتے اور بعد میں قرات کرتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز مکمل کرلیتے تو فارغ ہونے کے بعد لوگوں کے سامنے کھڑے ہوجاتے، لوگ صفوں پر بیٹھے ہوتے تو آپ انہیں وعظ و نصیحت فرماتے۔ عیدگاہ میں کوئی منبر نہ تھا جس پر چڑھ کر (وعظ فرماتے ہوں) نہ مدینہ کا منبر یہاں لایا جاتا، بلکہ آپؐ زمین پر کھڑے ہوکر تقریر کرتے۔

حضرت جابرؓ بتاتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کے دن نماز میں حاضر ہوا تو آپؐ نے خطبہ سے پہلے اذان اور اقامت کے بغیر نماز کی۔ اس سے فارغ ہوکر حضرت بلالؓ کے کندھے کا سہارا لے کر کھڑے ہوگئے اور اللہ سے ڈرنے کا حکم فرمایا، اس کی اطاعت کی رغبت دلائی اور نصیحت کی اور پھر (انعامات خداوندی وغیرہ) یاد دلائے۔ پھر آپؐ خواتین کی طرف تشریف لے گئے اور انہیں نصیحت کی۔

اگر عید کی نماز پہلے دن زوال سے پہلے نہ پڑھی جاسکے تو عیدالفطر دوسرے دن اور عید الاضحیہ تیسرے دن تک زوال سے پہلے پڑھی جاسکتی ہے۔

نفلی روزے

شوال کے چھ روزے

حضرت ابو ایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان کے روزے رکھے۔ اس کے بعد (عید کا دن چھوڑ کر) شوال کے بھی چھ روزے رکھے اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جیسے اس نے سال بھر کے روزے رکھے ہوں۔

(مسلم۔ کتاب الصیام۔
باب استحباب صوم ستۃ ایام من شوال)

نفل وہ زائد عبادت ہے جو بندہ خوشی سے اپنے مولیٰ کو راضی کرنے کے لئے بجا لاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ بندہ کی نفل عبادت سے بہت خوش ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث قدسی بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بندہ نوافل کے ذریعہ برابر میرا قرب حاصل کرتا چلا جاتا ہے۔ (بخاری)

نفلی روزوں کا بھی بہت ثواب ہے جو مختلف مواقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفلی روزوں کی تحریک کرتے ہوئے بیان فرمایا۔ چنانچہ حدیث مذکورہ بالا میں رمضان کے تیس روزوں کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنے کا ارشاد فرمایا اور اس کا ثواب سال بھر کے روزوں کے برابر بتایا۔ حساب کی زبان میں اس میں یہ سر ہے کہ ایک نیکی کا ثواب اللہ تعالیٰ دس گنا عطا فرماتا ہے اور ۳۶ روزوں کا ثواب ۳۶۰ دنوں کے برابر بنتا ہے جو قریباً ایک سال کا عرصہ ہے لیکن اصل حکمت رمضان کے فرض روزوں کے ساتھ شوال کے نفلی روزوں میں نیکی کا تسلسل ہے اور اس امر کی تربیت ہے کہ رمضان کا مجاہدہ اور اس کی عبادات صرف ایک مہینہ تک محدود نہ رہیں بلکہ سارے سال پر پھیل جائیں اور رمضان کے علاوہ باقی ایام میں بھی ان نیکیوں کی عادت رہے اور ظاہر ہے جسے رمضان کے بابرکت مہینہ کا یہ نتیجہ حاصل ہو جائے اس کا سارا سال کیا سارا زمانہ اور ساری عمر رمضان ہے جس میں وہ رمضان کی برکتیں حاصل کرتا چلا جائے گا۔

ماہ رمضان کے اس تسلسل کو دوران سال جاری رکھنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہر مہینے میں تین روزے رکھتا ہے وہ صوم الدھر یعنی سال بھر روزے رکھنے والے کے برابر ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تین وصیتیں فرمائیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ ہر مہینہ میں تین نفلی روزے رکھنا۔ (ترمذی)

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے ابوذر! جب تم مہینہ میں سے تین دن کے روزے رکھنا چاہو تو ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ چاند کی تاریخوں میں روزے رکھنا (ترمذی) لیکن ان تاریخوں کے علاوہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مہینہ میں نفلی روزے رکھنے حضرت عائشہؓ کی روایت سے ثابت ہیں۔ (ترمذی)

نفلی روزہ کے لئے رات کو نیت کرنا ضروری نہیں۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لاکر پوچھتے کہ ناشتہ کے لئے کوئی چیز ہے؟ میں اگر کہتی کہ نہیں ہے تو آپؐ فرماتے اچھا میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔ (ترمذی)

نفلی روزہ کھولنے کا وہ کفارہ نہیں جو فرض روزے کا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام ھانیؓ کے پاس تشریف لائے اور پانی منگوایا۔ حضورؐ نے پانی پی کر برتن ان کو واپس کیا تو انہوں نے حضورؐ کا بچا ہوا پانی پی لیا۔ پھر عرض کی کہ حضورؐ مجھے روزہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ قضا کا روزہ تو نہیں تھا۔ ام ھانیؓ نے کہا نہیں۔ فرمایا پھر حرج نہیں ہے۔ نیز فرمایا "نفلی روزے والا اپنے نفس کا خود امین ہوتا ہے چاہے تو روزہ پورا کرے چاہے تو افطار کرے۔" (ترمذی)

لیکن اگر روزہ افطار کردے تو اس کی بجائے ایک روزہ رکھنا ہوگا۔

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیراز جماعت دوستوں کے نام بھی لگوایئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

ہر ایک نیکی کے حاصل کرنے کی کوشش کرو

بد صحبت سے پرہیز کرو اور آنکھوں کو بد نگاہوں سے بچاؤ اور کانوں کو غیبت سننے سے محفوظ رکھو اور کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو بدی اور نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو۔ اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو۔ اور چاہیئے کہ فساد انگیز لوگوں اور شریر اور بدمعاشوں اور بدچلنوں کا ہرگز تمہاری مجلس میں گذر نہ ہو' ہر ایک بدی سے بچو اور ہر ایک نیکی کے حاصل کرنے کے لئے کوشش کرو۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۵۹)

میڈورائینم (MEDORRHINUM)

کے مختلف خواص کا تذکرہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۹ جنوری ۱۹۹۵ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

(لندن۔ ۹ جنوری ۱۹۹۵ء) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں آج ہومیو پیتھی کی کلاس میں ہومیو دوا میڈورائینم (Medorrhinum) پڑھائی اور اسکے بارے میں اہم باتیں اپنے ذاتی تجربات کے حوالے سے بیان کیں۔

میڈورائینم (MEDORRHINUM)

حضور نے فرمایا میڈورائینم ایک بہت اہم دوا ہے جو سوزاک کے زہر سے تیار کی جاتی ہے۔ یہ موروثی بیماریوں میں بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ میڈورائینم اور SYPHILIUM دونوں دوائیں موروثی بیماریوں میں چوٹی کی دوائیں ہیں۔ اگر یہ استعمال نہ کی جائیں تو مختلف بیماریاں مستقل زندگی کا حصہ بن جاتی ہیں اور پیچھا نہیں چھوڑتیں۔ بار بار حملہ کرتی ہیں، بعض بہت قابل ڈاکٹروں کا بھی کہنا ہے کہ چونکہ انسانی تاریخ میں سفلس اور سوزاک نے معاشرے میں بہت تکلیفیں پہنچائی ہیں۔ ضروری نہیں ہے کہ کسی انسان کو خود بخود یہ بیماری ہو اگر پچھلی نسل میں نانا، دادا وغیرہ کو ہوئی ہو تو چونکہ اس زمانے میں ہومیو پیتھک طریقہ علاج کے مطابق بیماری کو باہر لاکر اس کا علاج نہیں کیا جاتا تھا بلکہ ایسی دوائیں دی جاتی تھیں جن سے بیماریاں دب جاتی تھیں۔ یہ پرانی بیماریاں مناسب سازگار حالات ملنے پر سر اٹھاتی ہیں۔ سفلس کا علاج بہت مشکل سمجھا جاتا تھا اور عموماً مرکری دی جاتی تھی اب اگر ایک مہینہ مسلسل پنسلین دی جائے تو یہ کہا جاتا ہے کہ یہ بیماری جڑوں سے ختم ہو جاتی ہے۔ ہومیو پیتھک ڈاکٹروں کا یہ خیال ہے کہ سفلس جڑوں سے ختم نہیں ہوتا بلکہ مختلف شکلیں اختیار کرلیتا ہے اور اگر مناسب سازگار حالات میسر ہو جائیں تو ضرور سر نکالتا ہے۔ اس بحث کا حل ایڈز کی تحقیق کے دوران ہوا ہے۔ امریکہ میں ایڈز پر بہت ریسرچ ہوئی ہے اور اس ریسرچ کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ بہت سے ایڈز کے مریضوں کو سفلس بھی ہوگیا ہے حالانکہ سفلس کے کوئی آثار موجود نہیں تھے، جب ان کے خاندانی حالات معلوم کئے گئے تو پتہ چلا کہ سفلس نہیں تھا لیکن ایڈز ہوئی تو سفلس بھی ہوگیا۔ اس پر ان محققین کی متفقہ رائے ہے کہ سفلس ہمیشہ کے لئے پیچھا نہیں چھوڑتا بلکہ کسی نہ کسی حیثیت سے ایک کمزوری کی صورت میں جسم کے اندر رہتا ہے اور باوجود اس کے کہ جراثیم عمل نہیں کرتے لیکن اندر چھپے رہتے ہیں اور مناسب وقت دیکھ کر بیدار ہو جاتے ہیں اور حملہ کردیتے ہیں۔ یہی حال سوزاک کا ہے یہ بھی نسلاً بعد نسل انسانی جسم میں ایسا اثر چھوڑ جاتا ہے کہ اگر اس کا علاج نہ کیا جائے تو دوسری ظاہر ہونے والی بیماریوں کے علاج بھی سطحی ہوتے ہیں اور ان کو جڑوں سے اکھیڑ پھینکنا ممکن نہیں ہے۔ ان میں ایک دوا میڈورائینم ہے جس کی بہت تعریف کی جاتی ہے اور بعض ڈاکٹر کہتے ہیں کہ علاج نکس وامیکا کی بجائے میڈورائینم سے شروع کرنا چاہئے۔ اگر سوزاک کی دبی ہوئی علامتیں موجود ہوئیں تو میڈورائینم کی ایک دو خوراکیں انہیں اچھال کر باہر لے آئیں گی اور وہاں ان کا علاج کرنا فائدہ مند ہوگا۔

دمہ کا بھی میڈورائینم سے بہت تعلق ہے۔ بچوں کا سوکھا پن اور دمہ، دائمی نزلہ ناک کا بھی اور آنکھ کا بھی، RINGWORM، چھوٹا قد وغیرہ عمومی اثرات ہیں جو سوزاک کے دب جانے سے جسم میں باقی رہ جاتے ہیں۔ بعض خاص قسم کے موکے سوزاک سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ تھوجا (THUJA) سے قابو نہیں آتے۔ اس میں میڈورائینم دینا ضروری ہو جاتا ہے۔

بعض عورتوں کو شادی کے بعد مینسز وغیرہ کی بعض تکلیفیں آ گھیرتی ہیں۔ بعید نہیں کہ خاوند میں ایسا دبا ہوا سوزاک کا مادہ ہو جو عورت میں منتقل ہوگیا ہو، انہیں میڈورائینم ضرور دینی چاہئے۔ میڈورائینم کا مریض سخت ٹھنڈا ہوتا ہے لیکن اسے پسینہ بہت جلد آتا ہے۔ وجع المفاصل اور جسم کی دردوں میں چوٹی کی دوا ہے۔ اس کی ذہنی علامتیں رات کو جوش دکھاتی ہیں۔ سانپ کے کاٹے کے مریض اگر بچ جائیں تو عین انہی دنوں میں سانپ دوبارہ کاٹتا ہے اور زخم ہرا ہو جاتا ہے۔ بعض بیماریاں ایک مقررہ مدت کے بعد عود کر آتی ہیں۔ میڈورائینم اور SYPHILINUM دونوں کے اثرات رات کو بہت بڑھتے ہیں۔ SYPHILINUM کا مرکری سے بہت گہرا تعلق ہے اور مرکری کی تکلیفیں بھی رات کو ہی بڑھتی ہیں۔ میڈورائینم کا تھوجا سے بھی تعلق ہے اور تھوجا کی تکلیفیں بھی آدھی رات کے بعد زیادہ ہوتی ہیں۔ میڈورائینم مریض کا بہت ٹھنڈا مزاج ہوتا ہے۔ سردی اور نمی سے تکلیفیں بڑھتی ہیں، جسم آہستہ آہستہ حرکت کرے تو کچھ آرام ملتا ہے، ٹھہرنے سے پھر تکلیف بڑھ جاتی ہے، جسم ٹوٹتا رہتا ہے اور بے چینی بہت ہوتی ہے۔ وجع المفاصل میں اگر پہلے میڈورائینم دیا جائے تو اصل علامتیں کھل کر باہر آ جاتی ہیں اور اصل علاج میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔

ضمناً ملیریا کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ میں نے جو تجربہ میں ملیریا کے لئے دوائیں بتائی تھیں بہت فائدہ مند ہیں۔

برائیونیا اور رسٹاکس باری باری۔ شروع میں جب جسم دکھتا ہے اور ہلکی سے متلی معدے میں اٹھنے لگتی ہے اور کھانے کی خواہش باقی نہیں رہتی، ایسے وقت میں ملیریا کی آمد آمد ہوتی ہے۔ اس وقت اگر رسٹاکس اور برائیونیا باری باری کھائیں دن میں ۲۰۰ کی دو تین دفعہ دوا دوہرائیں تو ایک دن کے اندر سب علامتیں اللہ کے فضل سے صاف ہو جاتی ہیں۔ بہت سے کیسز میں مفید دیکھا ہے۔

دوسرا آرسنک ۱۰۰۰ میں۔ یہ بھی بخاروں کی دشمن دوا ہے۔ ٹائیفائیڈ میں میں نے اس کو کبھی استعمال نہیں کیا اور نہ کہیں پڑھا ہے کہ یہ ٹائیفائیڈ میں مفید ہے۔ تاہم اگر تجربہ کسی نے کرکے دیکھنا ہو تو کرکے دیکھ لے فلو سے تعلق والے بخار اور ملیریا یعنی معدے کی نالیوں سے تعلق رکھنے والے بخار۔ ملیریا معدے کے نظام سے تعلق رکھنے والا بخار ہے۔ ملیریا کے جراثیم جگر میں بیٹھتے ہیں اس لئے جب بخار ہو تو جگر اٹھ کھڑا ہوتا ہے اس میں ابال آتے ہیں۔ BILE نکلتا ہے۔ الٹ جاتا ہے معدے کی طرف آنا شروع ہو جاتا ہے۔ جگر کی علامتیں اتنی نمایاں ہیں کہ بعض ڈاکٹر مستقلاً پہلے جگر کا علاج کرتے ہیں پھر ملیریا کا۔ پرانے زمانے میں ایلوپیتھک ڈاکٹر یہ طریق اختیار کیا کرتے تھے۔

ہومیوپیتھک میں آرسنک ۱۰۰۰ اور آرنیکا ۱۰۰۰ بلکہ ایک لاکھ میں بھی حفظ ما تقدم کے طور پر ان علاقوں میں جہاں ملیریا پھیلتے ہیں بہت ہی مؤثر دوا ہے۔

یاد رکھیں آرنیکا ۱۰۰۰ یا اوپر یہ احتیاطی (Preventive) ہے۔ ملیریا کا PROPHYLACTIC۔ اور آرسنک جب بخار کی علامات شروع ہوں یا شروع میں ہی بلکہ شروع میں تو رسٹاکس اور برائیونیا دینی ہے، اگر وہ کام کرے گی تو بخار چڑھے گا ہی نہیں۔ اور اگر بخار چڑھ جائے تو انتظار کریں کہ اتر جائے یا اترنے کے قریب ہو۔ جب واپسی شروع ہو وہ وقت ہے علاج کا اس سے پہلے اگر ملیریا میں علاج کیا جائے تو تکلیف بڑھا دیتا ہے۔

میڈورائینم کی ایک علامت جسم میں سوئیاں چبھنا اور چھپاکی نکلنا بھی ہے اور اس کا شور سے بھی ایک خاص تعلق ہے اگر شور زیادہ ہو اور اعصاب پر دباؤ ہو تو چھپاکی نکل آتی ہے۔ اعصابی دباؤ میں بھی مفید ثابت ہوسکتی ہے۔ پاؤں اور ٹانگوں میں ورم کی علامت ہوتی ہے۔ واقعات، اعداد اور نام بھولنے لگتے ہیں۔ وقت بہت آہستہ گزرتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ کینابس سٹائیوا (CANABIS SITVA) سوزاک کی چوٹی کی دواؤں میں ہے۔ اگر علامتیں نمایاں طور پر سوزاک سے ملتی ہوں تو کینابس سٹائیوا ایک خوراک CM میں بعض دفعہ اکیلی کافی ہو جاتی ہے۔ کرانک سوزاک میں نیٹرم میور CM میں بہت اچھا اثر دکھاتی ہے۔

میڈورائینم کی علامات میں یہ بات بہت نمایاں ہے کہ بچوں یا لڑکیوں وغیرہ کو یہ احساس ہوتا ہے کہ انکے پیچھے کوئی کھڑا ہے، ایک دم ڈر کے پیچھے دیکھتے ہیں جیسے پیچھے کوئی آگیا ہے۔ یا انہیں یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ کچھ چہرے انہیں جھانک رہے ہیں، اس احساس کے لئے میڈورائینم کے علاوہ فاسفورس بھی مفید دوا ہے۔ فاسفورس میں بھی یہ احساس ہوتا ہے کہ کوئی چیزوں کے پیچھے چھپا ہوا ہے اور مجھے جھانک رہا ہے۔ بعض زہروں کی وجہ سے یہ احساس بیماری بن کر ظاہر ہوتا ہے۔ میڈورائینم میں اندھیرے اور گرنے کا خوف بھی نمایاں پایا جاتا ہے۔ سر کی جلد میں تناؤ ہوتا ہے اور سر پر پٹی باندھنے کا احساس ہوتا ہے۔ اگر تناؤ کا احساس گردن کے گرد ہو تو لیکیسز (LACHESIS) مفید دوا ہے اور اگر اس تناؤ کے احساس کے ساتھ اندرونی تشنج بھی ہو تو ہائیڈروفوبیئم اور ہائیڈروسائینک ایسڈ مفید ہے۔

HERPETIC ERUPTION اور شدید سکری کی تکلیف میں بھی میڈورائینم مفید ہے۔ میڈورائینم میں بالوں کی علامت نیٹرم میور سے ملتی ہے اور دونوں کا تعلق سوزاکی علامات سے بھی ہے۔ نیٹرم میور میں بال خشک اور کنارے سے پھٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ میڈورائینم میں بھی بال خشک اور بھربھرے سے ہوتے ہیں اور بہت کثرت سے سکری (Dandruff) پائی جاتی ہے۔ بعض اوقات صرف میڈورائینم سے ہی ان بیماریوں میں فائدہ ہو جاتا ہے۔

بعض لوگوں کے معمولی سے ذہنی تناؤ سے بھی آنکھوں کے سامنے چیزیں تھرکنے لگتی ہیں اور نظر نہیں ٹھہرتی اور دھندلا جاتی ہے۔ کالے یا بھورے دھبے بھی نظر آنے لگتے ہیں اور بعض دفعہ دو دو چیزیں نظر آنے لگتی ہیں (DIPLOPIA) اگر یہ علامتیں مزمن ہو جائیں تو میڈورائینم بہت اچھی دوا ہے۔ اگر تصوراتی اور خیالی چیزیں نظر آنے لگیں آنکھ میں تناؤ اور اعصاب کھنچے ہوئے محسوس ہوں، آنکھوں کی پلکیں جھڑ جائیں تو میڈورائینم مفید ہے۔ ایپس (Apis) کی طرح میڈورائینم میں بھی آنکھوں کے نیچے سوجن ہوتی ہے۔ ایپس میں یہ حصہ سوج کر نیچے لٹک جاتا ہے جبکہ میڈورائینم میں عام سوجن ہوتی ہے۔

مزمن نزلہ کے لئے بھی یہ مفید دوا ہے لیکن یہ بہت اونچی طاقت میں دی جائے تو کام کرتی ہے۔ اس کا مطلب یہ کہ سوزاکی بیماری اندر بہت گہرائی میں موجود ہے اور عام دواؤں کی پہنچ سے باہر ہے اور خطرناک صورت اختیار کر گئی ہے۔ اگر مزمن نزلہ اس وجہ سے ہو تو میڈورائینم CM میں دیا جائے یا کم از کم دس ہزار کی طاقت میں دی جائے۔ پرانے بہنے والے نزلہ میں بھی میڈورائینم بہت مفید ہے۔

اگر اعصابی تناؤ کی وجہ سے غیر معمولی بھوک لگے اور گھبراہٹ کی وجہ سے کچھ کھانے کو دل چاہے لیکن کھانا کھاکر معدے کو تسکین نہ ملے اور کچھ نہ کچھ اور کھانے کو دل چاہے اور ایسی پیاس محسوس ہو جو پانی پینے کے باوجود بھی نہ بجھے، ایسی کیفیت میں میڈورائینم مفید ہے۔ غیر معمولی بھوک کی علامت سورائینم میں بھی ملتی ہے لیکن اس میں رات کے وقت بھوک بےقرار کرتی ہے۔

جگر کی خرابی کی وجہ سے پیٹ میں پانی بھر جائے تو میڈورائینم بہت مفید ہے۔ بن ران کے حصہ میں جو گلینڈز ہوتے ہیں ان کی خرابی اور سوزش میں بھی مفید ہے۔

اس کی قبض کی علامت یہ ہے کہ گول سخت اجابت ہوتی ہے اور پیشاب گہرے رنگ کا کم مقدار میں اور سخت بدبودار ہوتا ہے اور بہت کم ہوتا ہے۔ امکان ہے کہ ایسے مریض جن کے جوڑوں میں درد کی وجہ سے چلنے پھرنے میں دقت ہو اور لنگڑے پن کے آثار پیدا ہوجائیں ان میں بھی میڈورائینم مفید ہوسکتی ہے۔ کثرت پیشاب جو شوگر کی وجہ سے نہیں بلکہ اعصابی تکلیف کی وجہ سے ہو اس میں یہ دوا بہت مفید ہے۔

یہ گردے، مثانے اور پراسٹیٹ گلینڈ کی سوزش میں بھی مفید ہے۔ اگر گردے کے درد کا شدید دورہ پڑے تو اس میں چوٹی کی دوا ایکونائٹ (Acconite) اور بیلاڈونا (Belladonna) ہے۔ اگر دونوں کو ۱۰۰۰ کی طاقت میں ملاکر دو خوراکیں دس دس منٹ کے وقفے سے دے دیں تو اللہ کے فضل سے فوراً آرام آ جاتا ہے۔ اگر ایسے مریض کو گرمی سے آرام آتا ہو اور سردی سے تکلیف بڑھتی ہو تو پھر میگ فاس (Mag Phos.) دیں یا پھر کولوسنتھ (Colocynth) کی ایک لاکھ کی طاقت میں صرف ایک خوراک ہی کافی ہوگی۔ اس کے بعد گردے کی پتھریوں کا مستقل علاج ہونا چاہئے۔ اگر گردے کا درد پتھریوں کی وجہ سے نہ ہو بلکہ سوزش کی وجہ سے ہو تو اس میں بھی مؤثر ہے۔ بعض دفعہ گردوں میں چھوٹے چھوٹے کرسٹل بنتے ہیں، جب باہر نکلتے ہیں تو خون بھی نکلتا ہے اور شدید تکلیف ہوتی ہے۔ اس میں بربرس اور اگیرس مدر ٹنکچر میں مستقل استعمال کی جائے تو بہت مفید دوا ہے لیکن اگر پتھر "آگزیلک ایسڈ" کے ہوں جو ایکسرے میں بھی دکھائی نہیں دیتے تو سلیشیا اور کالی فاس کا کمبی نیشن بہت فائدہ دیتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی یاد میں

(مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب۔ امیر جماعت احمدیہ امریکہ)

یہ مختصر سا مضمون میرے ان مشاہدات اور تجربات پر مبنی ہے جو خوش قسمتی سے مجھے حضرت مصلح موعودؓ کے اپنے بچپن سے پختہ عمر تک بہت قریب سے دیکھنے سے نصیب ہوئے۔

میری سب سے پہلی یاد مجھے اس زمانہ میں لے جاتی ہے جب میں حضورؓ کو حضرت اماں جانؓ کے صحن سے نماز پڑھانے مسجد جاتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ نماز سے واپسی پر آپ اپنا کچھ وقت خاص طور پر مغرب کی نماز کے بعد حضرت اماں جانؓ کی صحبت میں گذارتے اور ان عزیزوں سے بھی گفتگو فرماتے جو وہاں موجود ہوتے۔ کئی مرتبہ خاص طور پر سردیوں کے موسم میں آپ پہلے بیت الدعاء میں سنتیں ادا فرماتے۔ ان موقعوں پر آپؓ صحن یا اگر موسم زیادہ خنک ہو تو حضرت اماں جان کے کمرے میں ٹہلتے رہتے اور بعض مرتبہ حضرت اباجان یا پھر حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ جو اپنی ہمشیرہ حضرت اماں جانؓ سے ملنے تشریف لائے ہوتے، کے ساتھ جماعتی امور پر تبادلہ خیال فرماتے۔ آپ بچوں سے بھی گفتگو فرماتے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید حکمت و دانش کا سمندر ہے تم بچوں کو اس کے مطالعہ اور اس پر غور کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے تا تم اس سے حکمت کے موتی نکال سکو۔ اگر تم ابھی بلوغ نظری کی عمر تک نہیں بھی پہنچے تو کم از کم سیپیاں ہی نکالنے کی اہلیت پیدا کرلو۔

آپکی قرآن مجید سے محبت

آپکی قرآن مجید سے محبت اور لگاؤ بہت گہرا اور دائمی تھا۔ ہفتہ کے روز آپ مستورات میں درس دیتے۔ وہ نظارہ ابھی بھی میری نظروں کے سامنے گھومتا ہے کہ آپؓ حضرت اماں جان کے گھر کے برآمدہ میں کھڑے ہیں اور مستورات سامنے صحن، برآمدہ اور ملحقہ کمروں میں بیٹھی ہیں۔ ان دنوں میں بہت تھوڑی تعداد ہوتی تھی، نیز آپ مردوں میں بھی درس قرآن دیتے جس میں بچے بھی شریک ہوتے۔ ایک مرتبہ آپ نے مسجد اقصیٰ میں درس دیا جس میں نہ صرف قادیان بلکہ باہر سے بھی دوستوں نے شرکت کی یہ درس کئی ہفتے جاری رہا اور روزانہ کئی کئی گھنٹوں پر پھیلا ہوتا۔ گذشتہ رمضان کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے حضرت مصلح موعودؓ کی اس پیشگوئی کا بھی ذکر کیا جس میں آپؓ نے فرمایا کہ ایک دن آنے والا ہے کہ خلیفہ وقت کے درس قرآن ایک ہی وقت میں تمام دنیا میں نشر ہوا کریں گے۔ حضور کی یہ خواہش آج دنیا پوری ہوتی دیکھ رہی ہے۔ میری جب حضرت مصلح موعودؓ کی بیٹی سے شادی ہوئی تو ہم نے گرمیوں کی چھٹیاں آپؓ کے ساتھ دھرمسالہ میں گزاریں۔ حضور نے خود تجویز فرمایا کہ وہ قرآن مجید کے مطالب کے بارہ میں مجمع میں درس دیا کریں گے۔ میں اس پرائیویٹ درس کے نوٹ لیا کرتا تھا۔ آپؓ کی تفسیر کبیر اور تفسیر صغیر جو کئی جلدوں پر مشتمل ہیں آپ کی قرآن مجید سے بے پناہ محبت کا مینار ہیں جن میں قرآن کے بے مثل معارف اور ابدی پیغام کو انتہائی خوبصورت اور اچھوتے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اس تفسیر کا بیشتر حصہ اس زمانہ میں لکھا گیا جب آپکی صحت بہت کمزور تھی، مجھے وہ دن بھی اچھی طرح یاد ہیں جب حضورؓ جابہ کے مقام پر میدانوں کی شدید گرمی سے بچنے کے لئے تشریف لے جاتے اور یہاں گھنٹوں تفسیر کی تیاری میں صرف فرماتے۔

دعا کی قوت پر کامل یقین

آپؓ کے کردار کا ایک اور نمایاں پہلو دعا پر کامل یقین اور اعتماد تھا۔ جب بھی جماعت پر کوئی ابتلا آتا تو آپ بیت الدعا میں گھنٹوں دعا میں صرف فرماتے۔ میں نے ہجرت کے موقعہ پر کئی مرتبہ دیکھا کہ آپ جب بیت الدعا سے باہر تشریف لاتے تو آپؓ کی آنکھیں سرخ اور متورم ہوتیں۔ میں ان دنوں پاکستان گورنمنٹ کی طرف سے بطور ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر امرتسر میں اور گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے ایک سکھ دوست اسی عہدہ پر متعین تھا جبکہ ڈپٹی کمشنر کا عہدہ ایک انگریز کے پاس تھا۔ اسے ہدایت تھی کہ امرتسر کے متعلق جو بھی فیصلہ ہو کہ آیا اس کا الحاق ہندوستان یا پاکستان سے ہوگا اسی کے مطابق وہ متعلقہ ڈپٹی کمشنر کو چارج دیدے گا۔ ایک روز ڈپٹی کمشنر نے لاہور سے واپسی پر مجھ سے سرسری طور پر ذکر کیا کہ اس بات کا امکان ہے کہ گورداسپور کا ضلع انڈیا کو دیدیا جائے۔ اس پر میں نے سخت حیرانگی کا اظہار کیا کہ جن خطوط پر پارٹیشن کا فیصلہ طے کرلیا گیا ہے اس لحاظ سے تو مسلم اکثریت والا علاقہ جو دوسرے مسلم اکثریت والے علاقہ سے ملحق بھی ہو وہ پاکستان میں شمار ہوگا۔ اس اصول کے تحت تو ہر لحاظ سے اسے پاکستان کے حصہ میں جانا چاہئے۔ میری اس دلیل سے پریشان ہوکر اس نے کہا کہ لاہور آجکل افواہوں کا مرکز بنا ہوا ہے اور آدمی ان افواہوں پر یقین تو نہیں کر سکتا نیز اس نے مجھے مشورہ دیا کہ میں قادیان چلا جاؤں کیونکہ سی۔ آئی۔ ڈی کی رپورٹ کے مطابق میری رہائش گاہ پر بم پھینکنے کا پروگرام ہے۔ اس نے کہا کہ امرتسر کے پاکستان سے الحاق کی صورت میں وہ مجھے قادیان سے بلا لے گا۔ اس پر میں قادیان روانہ ہوگیا اور حضورؓ کی خدمت میں قصر خلافت جاکر اس کی اطلاع دی۔ اس پر حضورؓ نے فرمایا کہ تھوڑا عرصہ قبل آپکو الہام ہوا ہے "این ماتکونوا یات بکم اللّٰہ جمیعا"

ایک اور واقعہ جس کا آج تک میرے دل و دماغ پر گہرا اثر ہے اور مجھے اس طرح لگتا ہے جس طرح کل کا واقعہ ہو کہ میں رات کو اپنے قادیان والے گھر کے باہر والے مردانہ حصہ کے صحن میں سویا ہوا تھا، گرمیوں کا موسم تھا کہ میری آنکھ دردناک دل ہلا دینے والی کرب میں ڈوبی ہوئی آواز سے کھل گئی اور مجھے خوف محسوس ہوا۔ جب میں نیند سے پوری طرح بیدار ہوا تو مجھے احساس ہوا کہ حضرت مصلح موعودؓ تہجد کی نماز، جو آپؓ حضرت ام ناصر والے مکان کے اوپر والے صحن میں ادا فرما رہے تھے جس کی دیوار ہمارے گھر سے ملحقہ تھی، کی دردناک دعاؤں کی آواز تھی۔ میں نے غور سے سننے کی کوشش کی تو آپ بار بار "اھدنا الصراط المستقیم" کو اتنے گداز سے پڑھ رہے تھے کہ یوں معلوم دیتا تھا کہ ہانڈی ابل رہی ہو اور مجھے یوں لگا کہ آپؓ نے اس دعا کو اتنی مرتبہ پڑھا جیسے کبھی ختم نہ ہوگی۔ اس رات کی یاد مجھے جب تک زندہ ہوں کبھی نہ بھولے گی۔

آپکی جماعت سے گہری محبت

آپؓ کو جماعت سے بے پایاں محبت تھی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب بھی قادیان سے کوئی قافلہ پاکستان کے لئے روانہ ہوتا تو آپ حمائل شریف لے برآمدہ میں اس وقت تک ٹہلتے ہوئے تلاوت فرماتے رہتے جب تک اس قافلہ کی حفاظت سے سرحد پار کرنے کی اطلاع نہ آ جاتی۔ ان مواقع پر آپؓ مسلسل دعا کرتے رہتے۔

یہ بات بھی میرے علم میں ہے کہ جب بھی جماعت کسی ابتلا کے دور سے گزر رہی ہوتی تو آپؓ بستر پر سونا ترک کرکے فرش پر سوتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس آزمائش کے بادل چھٹنے کا اشارہ ملتا کہ چلو جاکر بستر پر آرام کرو۔

ایک اور بات جس نے مجھ پر انمٹ نقوش چھوڑے یہ کہ میری شادی کے تھوڑے عرصہ بعد ہی جب میں ملتان میں بطور اسسٹنٹ کمشنر متعین تھا اور اپنی بیوی کے ماموں کرنل سید حبیب اللہ شاہ صاحب کے ہاں عارضی طور پر مقیم تھا جو وہاں سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل تھے تو حضور نے سندھ جاتے ہوئے وہاں ایک روز قیام فرمایا۔ آپ مجھے ڈرائینگ روم میں لے گئے اور ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا اور فرمایا کہ دیکھو تم آئی سی ایس ہو اور تمہیں اعلیٰ طبقہ سے ملاقات کے بہت مواقع ملیں گے لیکن یہ بات تمہیں ہرگز غرباء اور کمزور لوگوں کی ہر طرح سے مدد کرنے سے کبھی باز نہ رکھے۔ آپؓ نے فرنیچر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسا فرنیچر جو غریبوں سے ملاقات میں روک بنے رکھنے کے قابل نہیں۔ جس طرح ہر غریب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے بلا امتیاز کھلے رہتے تھے یہی وہ سنت ہے جسے اپنانا چاہئے۔ آپؓ کی آواز بھرائی ہوئی تھی اور آپؓ کی آنکھیں پرنم تھیں۔ میری حالت کا اندازہ ہی لگایا جاسکتا ہے اسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ میں نے آپؓ کو کبھی اتنی جذباتی حالت میں نہیں دیکھا۔

دوسری چیز جس نے مجھ پر بہت گہرا تاثر چھوڑا وہ اسلام اور جماعت کی خدمت کا جذبہ تھا۔ میں آج بھی آپؓ کو فرش پر بیٹھے چاکلیٹ رنگ کا دھسہ اوڑھے کوئی درجن بھر موم بتیوں جو ایک بکس پر جلا کر رکھی ہوئی تھیں کے جلو میں پڑھتے یا لکھتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ آپ کا گلا بہت حساس تھا اور مٹی کے تیل کے دھوئیں سے فوراً متاثر ہو جاتا تھا اور ان دنوں قادیان میں ابھی بجلی نہیں آئی تھی اس لئے موم بتیوں کا ہی استعمال فرماتے تھے۔

قادیان میں بجلی اغلباً ۱۹۳۰ء کے اوائل میں آئی تھی اس سے پہلے کے عرصہ میں کام کا بوجھ زیادہ شدید نوعیت کا ہوتا تھا۔ میں نے کئی مرتبہ جب جماعت کسی سخت دور سے گذر رہی ہوتی، آپ کو ساری ساری رات بغیر ایک منٹ آرام کئے دیکھا ہے اور آپؓ کام کرتے کرتے اٹھ کر صبح کی نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔ آپؓ کبھی کبھی لکھے ہوئے مسودات یا تحریریں حضرت اباجانؓ کو ترجمہ کی غرض سے اور بعض دفعہ انکے بارہ میں رائے دریافت کرنے کے لئے بھجواتے اور ہم لڑکے انہیں ادھر سے ادھر لے جانے کی ڈیوٹی ادا کرتے

حضرت اماں جانؓ کی تعظیم

آپؓ کو حضرت اماں جانؓ سے بہت گہرا لگاؤ تھا۔ اپنے سفروں پر اکثر انہیں ساتھ لے جاتے۔ حضرت اماں جانؓ آپکو محبت سے "میاں" کہہ کر مخاطب ہوتیں۔ جب کبھی بھی حضورؓ سفر کے دوران لیٹ ہوتے تو حضرت اماں جان بڑی گھبراہٹ او۔ بے چینی کا اظہار فرماتیں۔ میری بیوی بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایسی ہی حالت میں بڑی بےتابی سے حضرت اماں جانؓ حضورؓ کا کسی سفر سے واپسی کا انتظار کر رہی تھیں۔ جب آپؓ تشریف لے آئے تو اماں جان نے فرمایا "میں نے تجھے منع نہیں کیا ہوا تھا کہ مغرب کے بعد دیر نہیں کرنی"۔ حضرت صاحب نے فرمایا "جی اماں جان"۔ پھر پوچھا "پھر کریگا؟"۔ حضورؓ نے فرمایا "نہیں اماں جان"۔ حضرت اماں جانؓ نے حضورؓ کے جسم کو ایک نرم چھڑی سے تنبیہہ کے رنگ میں چھوتے ہوئے فرمایا "آئندہ کبھی دیر سے مت آنا، تمہیں معلوم ہے کہ میری جان پر بنی رہتی ہے"۔ یہ ایک ماں کا فطری جذبہ تھا جس کا اظہار حضرت اماں جانؓ نے فرمایا ورنہ وہ خود ہر دوسرے احمدی کی طرح حضورؓ کی بڑی عزت فرماتیں۔

جب حضرت اماں جانؓ کی ربوہ میں وفات ہوئی تو حضورؓ کی خواہش تھی کہ انہیں اپنے خاوند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ میں ان دنوں لاہور میں متعین تھا۔ حضورؓ کا ارشاد موصول ہوا کہ اس سلسلہ میں انڈین ہائی کمشنر سے رابطہ کیا جائے۔ میری درخواست پر انڈین ہائی کمشنر نے دہلی سے رابطہ کیا اور بتایا کہ ہندوستان کی گورنمنٹ نے خاص کیس کے طور پر اس کی اجازت دیدی ہے لیکن یہ شرط لگائی کہ اس غرض کے لئے بیس سے زائد عزیزوں یا دیگر اصحاب کو ویزا نہیں دیئے جاسکتے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے یہ پیشکش اس وجہ سے مسترد کردی کہ حضرت اماں جان کی حیثیت کے پیش نظر کم از کم دس ہزار احمدی میت کے ساتھ جانے ضروری ہیں۔

ایک عظیم خطیب

حضور بہت بلند پایہ مقرر تھے۔ میں نے دنیا میں بہت سفر کیا ہے اور دنیا کے مشہور ترین لیڈروں کو سننے کا موقعہ ملا ہے مگر میں نے کسی کو بھی خطابت میں حضورؓ کا پاسنگ بھی نہیں پایا۔ آپؓ کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ آپ اپنے خطاب سے پہاڑوں کو ہلا سکتے تھے۔ اس صداقت پر جماعت کے ہزاروں نہیں لاکھوں لوگ گواہ ہیں۔ آپؓ سامعین کو سحرانہ رنگ تک قابو میں رکھتے۔ ہجرت کے فوراً بعد آپؓ نے مختلف شہروں میں پاکستان کے مختلف مسائل اور انکے حل پر لیکچر دیئے۔ اسلامیہ کالج کے ایک پروفیسر نے جو میرے ایک دوست کے ساتھ بیٹھے تھے بےساختہ کہا کہ "حضور کو تو پاکستان کا پرائم منسٹر ہونا چاہئے"۔ اس سے قبل "اسلام میں اختلافات کا آغاز" کے موضوع پر لیکچر کے موقعہ پر اسلامیہ کالج کے ہسٹری کے پروفیسر نے آپؓ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے "فاضل باپ کا فاضل بیٹا" اور کہا کہ میں اپنے آپکو اسلامی تاریخ کا علم رکھنے والا تصور کرتا تھا لیکن آپؓ کا لیکچر سننے کے بعد احساس ہوا ہے کہ میں تو بالکل طفل مکتب ہوں۔

جن دوستوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مصلح موعود کے بارہ میں پیشگوئی پڑھی ہے ان کے لئے یہ ریمارکس کسی تعجب کا موجب نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مصلح موعودؓ کی پیدائش سے پہلے اس عظیم الشان ہستی کے بارہ میں جو پیشگوئی کی گئی ہے وہ تاریخ کے صفحات کی طرح ہے جسے کس شان

اور عظمت کے ساتھ پورا ہوتا دیکھ سکتے ہیں۔

آپؓ کے التفاتات

میری ساری عمر حضورؓ کے التفات کے سایہ تلے گذری۔ اعلیٰ تعلیم کی غرض سے یورپ کے سفر کے موقعہ پر حضورؓ نے خط میں بہت سی قیمتی نصائح فرمائیں۔ ان میں سے ایک جس نے مجھ پر بہت گہرا اثر چھوڑا وہ تھی جس میں آپؓ نے قرآن مجید کی آیت "ان العزۃ للہ جمیعا" کہ "تمام عزتوں کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے" کا ذکر فرمایا۔

انگلستان سے واپسی پر میں نے گورنمنٹ سروس اختیار کرلی اور میری شادی حضورؓ کی صاحبزادی سے قرار پائی۔ حضور نے میری بیوی کو نصیحت فرمائی کہ مظفر تو گورنمنٹ کا ملازم ہے مگر تم نہیں ہو۔ غریب اور مساکین سے ملو مگر کبھی کسی کی دنیاوی حیثیت کی وجہ سے انہیں ملنے مت جانا۔ جلد ہی انہیں اس امتحان سے گذرنا پڑا جب فنانشل کمشنر صاحب اپنی بیگم کے ہمراہ سرگودھا دورہ پر تشریف لائے۔ تمام افسران کی بیگمات نے فنانشل کمشنر صاحب کی بیگم کی ملاقات کے لئے انکی رہائش گاہ پر حاضری دی اور باوجود ان کے اصرار کے میری بیوی نے جانے سے انکار کردیا۔ بعد میں فنانشل کمشنر صاحب کی بیگم صاحبہ نے ڈپٹی کمشنر کی بیگم تک کو چھوڑتے ہوئے خاص طور پر میری بیگم کو علیحدہ چائے کی دعوت پر بلایا اور خاص طور پر پردہ کا اہتمام کیا گیا۔ سرگودھا کے افسران کے حلقہ میں اس پر بڑی حیرانگی کا اظہار کیا گیا اور بار بار یہ سوال کیا گیا کہ آیا میری بیوی کی فنانشل کمشنر کی بیگم سے پہلے سے کوئی شناسائی ہے جس پر میری بیوی نے انہیں بتایا کہ نہیں کوئی ایسی بات نہیں بلکہ وہ تو پہلی مرتبہ انہیں ملی ہیں۔

باوجود انتہائی مصروفیت کے حضورؓ کچھ وقت بچوں اور عزیزوں کے لئے ضرور نکالتے۔ مجھے یاد ہے کہ حضورؓ سردیوں کے ایام میں عشاء کی نماز کے بعد خاندان کے بچوں کو اکٹھا کرکے انہیں کہانیاں سناتے۔ یہ کہانیاں کسی کتاب سے نہ ہوتیں بلکہ آپؓ انہیں تشکیل دے کر آگے بڑھاتے چلے جاتے۔ ان کہانیوں میں نصائح پنہاں ہوتے۔ جب یہ سلسلہ ختم ہوتا تو بعض چھوٹے بچوں کو جو کہانی سنتے سنتے سو جاتے انہیں نوکر اٹھاکر گھر گھر چھوڑ آتے۔

تفریح کے لمحات

حضورؓ شکار کا شوق رکھتے اور گھر کے افراد اور دوستوں کے ساتھ کھانا پکانے کے مقابلہ میں شرکت فرماتے۔ ایک موقعہ پر آپؓ نے جماعت کے دوستوں کی بہت بڑی تعداد کے ساتھ نہر کے ایک پل سے دوسرے پل تک تیرنے کے مقابلہ میں شرکت فرمائی۔ شرط یہ تھی کہ جس کا بھی پاؤں دانستہ یا نادانستہ زمین کو چھو جائے وہ ہاتھ کھڑا کرکے مقابلہ سے علیحدہ ہوتا جائے۔ جب حدمقررہ کے دوسرے پل پر پہنچے تو آپؓ کے ساتھ چند دوست ہی باقی رہ گئے تھے۔ ان مواقع پر حضورؓ ایک لمبی نیکر پہنا کرتے جو گھٹنوں تک آتی تھی۔

ایک عظیم منتظم

حضرت مصلح موعودؓ بڑے زیرک، دوراندیش اور انتہائی قابل منتظم تھے۔ جماعت کی موجودہ ہیئت اور انتظامی ڈھانچہ آپکی ہی جاری کردہ اصلاحات کا مرہون منت ہے۔ شوریٰ کا نظام تین ذیلی اداروں کا قیام سندھ میں جماعت کے لیے ایک بڑی اراضی کا بندوبست جو حضورؓ نے ایک خواب کی بنا پر خرید فرمائی تھی۔ تحریک جدید کا بیرون ملک تبلیغ اور احرار کی یلغار کے سامنے بندھ باندھنے کی غرض سے اجراء — وہ چند سکیمیں ہیں جو آپؓ کی دوراندیشی اور زیرک قیادت کی آئینہ دار ہیں۔

جماعت کے ممبران میں امدادی کام اور محنت کی عظمت قائم کرنے کی غرض سے آپؓ نے وقار عمل کے ایام باقاعدہ طور پر منانے کا طریق رائج کیا جس میں جماعت کے تمام ممبران بلا استثناء عہدہ و امارت اپنے شہروں میں گڑھوں کو پر کرنا، سڑکوں کی مرمت، محلوں کی صفائی کے کاموں میں شرکت کرتے۔ مجھے اچھی طرح حضورؓ کو خود مٹی سے بھری ہوئی ٹوکریاں اٹھاکر مقررہ جگہ پر ڈالتے ہوئے دیکھنا یاد ہے۔ آپؓ کی ذاتی مثال تمام احباب کے لئے مہمیز کا کام دیتی اور مشعل راہ بنتی۔

ایک بہادر انسان

حضورؓ بڑے بہادر اور آہنی عزم کے مالک تھے۔ مجھے یاد ہے کہ جب آپؓ پر نماز کے دوران حملہ ہوا تو ڈی۔ آئی۔ جی پولیس نے اس سے پہلے کہ یہ خبر مشہور ہو جائے مجھے اطلاع کردی اور یہ بھی بتایا کہ گو آپکی حالت خطرہ سے باہر ہے مگر ربوہ سے تمام روابط منقطع کئے جاچکے ہیں اور پولیس کو ہر قسم کے حالات سے نبٹنے کے لئے الرٹ کردیا گیا ہے۔ میں نے فوری طور پر ڈاکٹر امیرالدین سے جو ماہر سرجن تھے رابطہ کیا مگر وہ یونیورسٹی کے امتحانات کی وجہ سے مصروف تھے اس لئے پھر دوسرے ماہر سرجن ڈاکٹر ریاض قدیر کو لے کر میں رات گئے لاہور سے ربوہ پہنچ گیا۔ ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب نے دریں اثناء ابتدائی مرہم پٹی کردی ہوئی تھی مگر ڈاکٹر صاحب نے دیکھا کہ حضورؓ کا زخم والا حصہ پھولا ہوا ہے اور تشخیص کی کہ کوئی رگ کٹ گئی ہے جس کی وجہ سے خون جمع ہو رہا ہے اس لئے فوری آپریشن کا فیصلہ کیا گیا جس کے لئے بیہوش کرنا ضروری تھا مگر حضورؓ نے انکار کیا کہ وہ بےہوشی کی دوا نہیں لیں گے اور ہوش کی حالت میں ہی آپریشن کیا جائے۔ آپریشن کے دوران حضورؓ نے کمال ہمت اور جرات کا مظاہرہ فرمایا۔ اس زخم کی وجہ سے آپکی صحت پر بہت برا اثر پڑا اور ایک لمبا عرصہ بیمار رہنے کے بعد جب آپؓ نے رحلت فرمائی تو ہم سب ربوہ میں موجود تھے۔ آپکی یہ لمبی بیماری بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت ہی دکھائی دیتی ہے کہ اس کی وجہ سے جماعت کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت پیدا ہوگئی ورنہ آپؓ سے جماعت کو جو بےپناہ عقیدت اور لگاؤ تھا شاید وہ اس صدمہ سے بےحال ہو جاتی۔

حضورؓ تمام زندگی امت مسلمہ کی بہبود کے لیے سرگرم رہے اور یہ حقیقت اب تاریخ کا حصہ ہے۔ شدھی کی تحریک سے لے کر کشمیریوں کی آزادی کی تحریک تک اور ادھر پھر ہجرت سے پہلے ہندوؤں کے عزائم کی بےنقابی کرنا۔ جب ایک ہندو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ایک گستاخانہ مضمون لکھا تو آپؓ نے اس کے خلاف بڑے زور سے آواز اٹھائی اور تحریک چلائی جس کے نتیجہ میں حکومت اس کے خلاف کارروائی کرنے پر مجبور ہوگئی۔ آپؓ کے کارہائے نمایاں میں سیرۃ النبیؐ اور یوم پیشوایان مذاہب کو شایان شان طریق پر منانے کا پروگرام شامل ہے کہ غیر مذاہب کے سامنے سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے تاکہ لاعلمی کی بنا پر کوئی آدمی ایسی بات نہ کرے جس سے اشتعال پیدا ہو اور پھر تمام پیشوایان مذاہب کے احترام کو قائم کرنے کی غرض سے انکی سیرت پر تقاریر ہوں تاکہ مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان مفاہمت اور بھائی چارہ بڑھے اور کشیدگی دور ہو۔

مختصر یہ کہ آپؓ ایک عظیم اور یکتا لیڈر تھے۔ یہ تمام خوبیاں ایک انسان میں شاذ ہی اکٹھی ہوتی ہیں۔ آپؓ کی ذات ان تمام خوبیوں اور حسن کا مونہہ بولتا ثبوت تھی جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چالیس روزہ چلہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا۔ اس پیشگوئی کی شوکت سے انسان کے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور یہ ایک پیشگوئی ہی ایک متلاشی کو ہدایت اور روشنی کی طرف لے جانے کے لئے کافی ہے۔

(یہ مضمون مکرم ڈاکٹر کریم اللہ زیروی صاحب صدر مجلس انصاراللہ امریکہ کی درخواست پر مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نے انگریزی زبان میں تحریر فرمایا تھا جو مجلس انصاراللہ امریکہ کے رسالہ النخل کے بہار ۱۹۹۵ء کے شمارہ میں شائع ہوا۔ اس کا اردو ترجمہ مکرم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب نے کیا)

بچوں کی عمدہ تربیت

بچوں کی عمدہ تربیت کے فوائد فوری طور پر محسوس نہیں ہوتے بلکہ یہ ایک لمبے عرصہ پر پھیلا ہوا کام ہے اس لئے والدین کو چاہیئے کہ ان کی تربیت میں فوری فیصلہ کرنے کی بجائے اور آسان ترین راستہ اختیار کرنے کی بجائے بہترین راستے اختیار کئے جائیں۔

اس ضمن میں چند امور جو بعض بہترین اساتذہ کی تحقیق کے نتیجہ میں سامنے آئے ہیں، درج ذیل ہیں۔

بہترین طلباء گھر کے کام میں ہاتھ بٹاتے ہیں

سکول میں اساتذہ کا یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ جو طلباء سکول میں اچھے ہوں گے وہ گھروں میں اپنے والدین کا مختلف کاموں میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔ اس سے ان میں احساس ذمہ داری، اعتماد اور کام کرنے کا سلیقہ پیدا ہوتا ہے۔

بچوں سے بہترین توقعات رکھیں

بچوں سے ہمیشہ اچھی توقعات رکھیں اور انہیں بتائیں اور ان کی حوصلہ افزائی کریں۔

امریکہ کے محکمہ تعلیم کی تحقیق کے مطابق تیرہ سالہ بچوں کے نتائج میں کمزوری کی تین بنیادی وجوہات ملی ہیں۔ ایک تو یہ کہ گھروں میں وسیع اور مختلف قسم کے مطالعہ کے لئے مناسب مواد کا موجود ہونا۔ دوسرے عادتاً کلاسوں سے غیرحاضر رہنا اور تیسرے ٹیلی ویژن دیکھنے پر بہت زیادہ وقت صرف کرنا۔

امریکہ کے سیکرٹری آف ایجوکیشن رچرڈ۔ ڈبلیو۔ ریلے کے مطابق:

★ بچوں کو کلاسز میں حاضر رہنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔

★ بچے کو گھر میں مطالعہ کرنے میں مدد دیں اور گھروں میں مختلف قسم کے کتب و رسائل زیادہ سے زیادہ رکھیں۔

★ ٹیلی ویژن کا دیکھنا کم کروائیں۔ ایک تحقیق کے مطابق ہفتہ میں دس گھنٹوں یا اس سے زیادہ ٹیلی ویژن دیکھنے والوں کے نتائج خراب نکلے۔

ٹیلی ویژن کے متبادل بچے کو گھر میں آزادانہ کسی اور کام کی طرف راغب کریں مثلاً مطالعہ یا کسی اور قسم کا مشغلہ جسے وہ آزادانہ کرسکے۔

بچوں کے سکول میں دلچسپی لیں

یہ والدین کا نہ صرف حق بلکہ ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کے سکول میں دلچسپی لیں۔ ایک تو بچے کے استاد سے رابطہ رکھیں اور دوسرے سکولوں میں اپنے آپ کو کسی نہ کسی رضاکارانہ خدمت کے لئے پیش کریں۔

اعلیٰ گریڈ ہی ضروری نہیں ہیں

بعض والدین عمدہ گریڈز کے حصول کو بہت ضروری قرار دیتے ہیں اور ان کے حصول کی کوشش میں بچوں پر بعض ناواجب پابندیاں مثلاً کھیل کود پر یا دیگر سرگرمیوں پر پابندی لگادیتے ہیں۔

حالانکہ بچے کے کردار کی تعمیر میں پڑھائی کے علاوہ دیگر سرگرمیاں مثلاً سکاؤٹنگ یا دیگر گروپس اور کلبز میں شمولیت بہت ضروری ہے۔ اس طرح کے گروپ میں حصہ لینے سے شخصیت بنتی ہے جو آئندہ زندگی میں کام آتی ہے۔

اساتذہ کے مطابق بعض بہترین آئیڈیاز (IDEAS) ان بچوں سے ملتے ہیں جو عام پڑھائی میں اتنے اچھے گریڈز نہیں لے رہے ہوتے۔ بچوں میں مختلف قوتیں ہوتی ہیں۔ انہیں اپنی صلاحیتیں اور استعدادیں استعمال کرنے دینی چاہئیں تاکہ انہیں خود سے آگاہی حاصل ہو۔

علم کا حصول ہمیشہ دلچسپ نہیں ہوتا

بچوں کو اس بات کا احساس دلانا کہ حصول علم ہمیشہ ایک دلچسپ چیز ہے انہیں بعض اوقات مشکلات میں ڈال دیتا ہے۔ حصول علم میں کئی مشکل مقامات آتے ہیں اس لئے ان کو سمجھانا چاہیئے کہ عام طور پر تو یہ ایک دلچسپ چیز ہے لیکن ضروری نہیں کہ ہر قدم ہی بہت دلچسپ ہو۔ مشکلات کو حل کرنے کے لئے مستقل مزاجی سے محنت کی عادت بھی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

کھیل اور آرام کے لئے وقت نکالیں

بعض بچے جو اپنی طاقت سے زیادہ خود پر مطالعہ یا دیگر کاموں کا بوجھ ڈال لیتے ہیں بیمار ہو جاتے ہیں۔ پیٹ میں درد، گھبراہٹ وغیرہ کے مریض بن جاتے ہیں اس لئے جہاں سکول میں محنت کی عادت کی اہمیت اجاگر کرنے کی ضرورت ہے وہاں انہیں یہ بھی سمجھانے والی بات ہے کہ کھیل کود اور آرام کرنے سے کامیابی کے حصول میں رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی بلکہ مدد ملتی ہے۔

(ماخوذ از ریڈرز ڈائجسٹ (ایشین ایڈیشن، جنوری ۹۶ء — مرسلہ خلافت لائبریری ربوہ)

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC

CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 01274 724331 / 488 446
FAX: 01274-730 121

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

★★ مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا کا ۱۲واں سالانہ اجتماع ۲۳ و ۲۴ ستمبر ۹۵ء کو مسجد بیت الہدیٰ میں منعقد ہوا جس کی رپورٹ (مرتبہ: محترم فیروز علی صاحب صدر مجلس) ماہنامہ "الہدیٰ" دسمبر ۹۵ء میں شائع ہوئی ہے۔ رپورٹ تفصیلی ہونے کے باوجود بھی شرکائے اجتماع کی حاضری وغیرہ کے کوائف نہ ہونے کے باعث نامکمل محسوس ہوتی ہے۔ اسی شمارے میں چند مضامین کے علاوہ مقامی اور عالمی جماعتی خبریں بھی شامل اشاعت ہیں۔

★★ ہمیں موصول ہونے والے دیگر رسائل میں ماہنامہ "انصاراللہ" پاکستان نومبر ۹۵ء، سہ ماہی رسالہ "زینب" ناروے جلد ۵ شمارہ ۴، ماہنامہ "اسلام" سوئٹزرلینڈ دسمبر ۹۵ء، ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" سوئٹزرلینڈ دسمبر ۹۵ء اور عربی ماہنامہ "البشریٰ" کبابیر شامل ہیں۔ اردو اور انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ مضامین اور اہم خبروں کا مختصر تعارف اردو میں بھی بھجوایا کریں نیز ہر رسالہ کی کاپی بھی ضرور ارسال فرمایا کریں۔

★★ نائیجیریا سے ۱۹۵۱ء میں جاری ہونے والے اخبار "دی ٹرتھ" کا ایک خاص نمبر موصول ہوا ہے جس میں حضور انور کی کتاب Christianity - A Journey from Facts to Fiction مکمل شائع کی گئی ہے۔

★★ استاذ الجامعہ محترم ملک مبارک احمد صاحب کا مختصر ذکر خیر روزنامہ "الفضل" ۲۹ نومبر ۹۵ء میں محترم یعقوب امجد صاحب نے کیا ہے۔ محترم ملک صاحب کا تعلق دوالمیال ضلع جہلم سے تھا۔ آپکو بعض عرب ممالک میں جاکر عربی ادب کی تعلیم لینے کا موقعہ ملا۔ آپکو روانہ کرتے وقت حضرت مصلح موعودؓ نے نصیحت فرمائی "عربی زبان و ادب سیکھنا ہے، خواہ کچھ بھی ہو، کسی سند کے لئے بھاگ دوڑ نہیں کرنا"۔ چنانچہ آپ نے مصر، شام اور بیروت میں رہ کر علم و ادب پر ایسا عبور حاصل کیا کہ آپکی تحریر ایک ماہرانہ فصاحت و بلاغت کا نمونہ بن گئی۔ ستمبر ۱۹۸۸ء میں عربی علم و ادب کا یہ خزانہ اس جہان سے رخصت ہوگیا۔

★★ اسی شمارہ کی ایک خبر کے مطابق نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ امسال بھی فیصل آباد بورڈ میں FSc کے نتائج میں اول رہی۔

★★ محترم ملک ممتاز احمد صاحب امیر جماعت ضلع چکوال اکتوبر ۹۵ء میں وفات پاگئے۔ آپ اپنے والد محترم میجر ملک حبیب اللہ خان صاحب امیر ضلع چکوال کی وفات کے بعد مئی ۹۳ء میں امیر نامزد ہوئے تھے اور پھر سخت بیماری کے باوجود خدمت کو شعار بنائے رکھا اور بھرپور قائدانہ صلاحیتوں سے ضلع کی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر یکجا کیا نیز دوالمیال میں مربی ہاؤس کی تکمیل، مسجد کے لئے پانی کی فراہمی اور تمام ضلعی جماعتوں میں ڈش انٹینا کی تنصیب آپکے دور امارت میں ہوئی۔ آپکا مختصر ذکر خیر محترم ریاض احمد ملک صاحب کے قلم سے "الفضل" ربوہ ۳۰ نومبر میں شائع ہوا ہے۔

★★ اسی شمارہ میں محترم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب کا مضمون "مطالعہ سمندر" بھی شائع ہوا ہے۔ سمندر اگرچہ زمین کے تین چوتھائی حصہ کو ڈھانپے ہوئے ہے لیکن اس کا حجم زمین کے کل حجم کا ۱۲۵۰واں اور وزن زمین کے کل وزن کا ۲۴۰واں حصہ ہے۔ سمندری راستوں کی ابتدائی تحقیق کرنے والوں میں کپتان بارتھو لیمو ڈیاز نے راس امید کے گرد ۱۴۸۸ء میں چکر لگایا۔ ۹۷-۱۴۸۹ء میں واسکوڈے گاما ہندوستان کا بحری راستہ معلوم کرنے کے لئے راس امید سے آگے بڑھا اور عربوں کی مدد سے ساحل مالابار تک پہنچ گیا۔ عرب ان راستوں سے جو بحرہند، بحیرہ عرب اور بحر اوقیانوس کو ملاتے تھے خوب واقف تھے۔ کیپٹن جیمز کک نے ۷۹-۱۷۶۹ء کے دوران تین بڑے سفر کئے۔ اپنے پہلے سفر میں آسٹریلیا دریافت کیا جبکہ تیسرے سفر میں جزیرہ ہوائی کے مقامی افراد کے ہاتھوں مارا گیا۔ بحری معلومات کی پہلی کتاب میتھو فانٹین نے ۱۸۲۵ء میں شائع کی۔ وہ امریکی بحریہ کا ملازم تھا۔ سمندری تحقیق کا سائنسی آغاز ۱۸۷۲ء میں ہوا جب ۲۳ ہزار ٹن وزنی ایک برطانوی جہاز "چیلنجر" کو ۲۴۰ افراد کے عملہ کے ساتھ PORTSMOUTH سے روانہ کیا گیا اور تین سال بعد ۲۹۵۰۰ صفحات پر مشتمل رپورٹ پیش کی گئی جو ۲۳ سال کے عرصہ میں ۵۰ جلدوں میں شائع ہوئی۔ اس جہاز نے دیگر امور کے علاوہ ۴۷۱۷ نئے جانوروں کو پکڑا اور انکی جماعت بندی کی۔

★★ مجلہ "اخبار احمدیہ" لندن نومبر/دسمبر ۹۵ء کی ایک خبر کے مطابق وانڈزورتھ کونسل نے اپنے چوتھے سالانہ آرٹس میلہ کے لئے شائع کئے جانے والے کتابچہ میں مسجد فضل لندن کو قابل دید تاریخی عمارات کے طور پر شامل کیا ہے۔

★★ ایک اور خبر کے مطابق محترم عبدالباری ملک صاحب صدر جماعت بریڈفورڈ برطانیہ کو لارڈ چانسلر کی مشاورتی کمیٹی کا رکن نامزد کیا گیا ہے۔

★★ ہفت روزہ "بدر" ۷ دسمبر ۹۵ء میں بعض رپورٹس شامل اشاعت ہیں۔ مثلاً ۲۹ ستمبر کو لکھنؤ میں شاندار احمدیہ مسجد اور مرکز تبلیغ کا افتتاح محترم محمد وسیم خان صاحب مبلغ سلسلہ نے نماز جمعہ پڑھا کر کیا۔ نیز ۱۴ و ۱۵ اکتوبر کو منعقد ہونے والی آل بنگال کانفرنس کا انعقاد ہوا جس کے بعد خدا کے فضل سے سینکڑوں افراد نے بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شمولیت اختیار کی۔

★★ مجلس انصاراللہ امریکہ کی طرف سے سہ ماہی "النحل" شائع ہوتا ہے جس کا خزاں ۹۵ء کا شمارہ عالمی بیعت کی تقریب کے حوالے سے خاص نمبر ہے اور اس میں عالمی بیعت جلسہ سالانہ برطانیہ ۹۵ء کی تفصیلی رپورٹس کے علاوہ محترم عبدالرقیب ولی صاحب کی قبول احمدیت کی داستان بھی شائع ہوئی ہے جو ۳۲ء میں ایک پادری خاندان میں پیدا ہوئے۔ ۴۹ء میں سکول کو خیرباد کہہ کر گمراہ موسیقاروں کے ایک گروپ میں شامل ہوگئے۔ جب ایک ساتھی موسیقار کو قرآن کریم حاصل کرنے کی خواہش ہوئی تو ایک مسلمان کے ذریعہ سے ان کا تعارف احمدیہ مشن سے ہوا جہاں محترم عبدالقادر ضیغم صاحب مرحوم کے ساتھ ختم نبوت کے موضوع پر ایک بحث سننے کے چند دن بعد انہوں نے قبول احمدیت کا فیصلہ کرلیا۔ انہی دنوں (۵۸ء میں) کتاب "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" پڑھی اور فوراً بیعت فارم پر کردیا۔ ۷۴ء میں گریجوایٹ ہوئے اور پھر قادیان سے آنے والے بشیر صاحب سے ملاقات ہوئی جنہوں نے انہیں قادیان کی زیارت پر آمادہ کیا اور کہا کہ خواب دیکھی ہے کہ تمہاری شادی چھ ماہ میں قادیان میں ہو جائے گی۔ خواب عین بعین پوری ہوئی۔ آپ سعودی عرب اور نائیجیریا میں انگریزی کے معلم رہ چکے ہیں اور آجکل کیلیفورنیا سٹیٹ کی تین جیلوں میں مسلم امام کی حیثیت سے خدمات بجا لارہے ہیں۔ ایک اور نو احمدی جوڑے محترم سلیم عبدالعلیم صاحب اور انکی اہلیہ کی داستان میں بتایا گیا ہے کہ سلیم صاحب کو چوری کے جرم میں ۶ ماہ قید کی سزا ہوئی۔ قید کے دوران وہ سوچنے لگے کہ حضرت عیسیٰؑ کو اتنا بڑا مشن سپرد کیا گیا لیکن انکی عمر اتنی مختصر کیوں تھی؟ اس سوال کے جواب کی تلاش میں انہیں قبول احمدیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ آجکل آپ نوجوانوں کی رہنمائی کے لئے قائم ایک مرکز میں کونسلر ہیں۔ اسی شمارہ میں کئی دیگر مضامین بھی شامل اشاعت ہیں۔

سائنس کی دنیا

(آصف علی پرویز)

عمارات کی اچھوتے انداز سے تعمیر

تقریباً تمام دنیا میں ہی یہ رواج عام ہورہا ہے کہ لوگ دیہاتوں کو چھوڑ کر شہروں کا رخ کر رہے ہیں اس کی بنیادی وجہ معاشی ہے۔ شہروں میں کام کرنے کے دیہاتوں کی نسبت مواقع زیادہ ہیں۔ اسی طرح سے ذرائع رسل و رسائل بھی زیادہ میسر ہیں۔ شہروں میں تیزی سے آبادی میں اضافہ کی وجہ سے تعمیر شدہ عمارات، دفاتر اور شاپنگ سنٹر کی کمی ہو رہی ہے۔

جاپان کے شہر ٹوکیو کا دنیا کے گنجان ترین شہروں میں شمار ہوتا ہے۔ جاپانی ماہرین تعمیرات عمارتوں کی تعمیر کے لئے کئی قسم کے منصوبوں پر غور کر رہے ہیں۔ ایک تجویز تو یہ ہے کہ نئی قسم کے تعمیراتی مصالحوں کی مدد سے ایسی بلند و بالا عمارتیں بنائی جائیں جن کی بلندی ۴۰۰ میٹر سے بھی زیادہ ہو۔ اگر ایسا ہوا تو نیویارک میں بنی ہوئی World Trade Centre کی عمارات اس کے مقابلے میں بالکل ہیچ نظر آئیں گی۔ دوسری تجویز یہ ہے کہ ٹوکیو شہر کے نیچے تقریباً ۵۰ میٹر کی گہرائی پر زمین دوز بڑی بڑی عمارتیں اور شاپنگ سنٹر بنائے جائیں۔ اتنی گہرائی پر جاکر اس بات کی ضرورت ہوگی کہ وہاں کی مٹی کو کنکریٹ سے بہت مضبوط کیا جائے اور کنکریٹ کی اس چاردیواری کے اندر DOME کی صورت میں عمارات بنائی جائیں۔ یہ بھی توقع کی جاتی ہے کہ اتنی زیادہ گہرائی پر زلزلہ کا اثر بھی بہت تھوڑا ہوگا۔ یاد رہے کہ جاپان کا اکثر حصہ زلزلوں کا شکار ہوتا رہتا ہے۔ ایک دلچسپ تجویز یہ بھی زیر غور ہے کہ سمندر کی سطح پر تیرنے والی عمارات (FLOATING BUILDING) تعمیر کی جائیں۔ جوار بھاٹا سے بچنے کے لئے ان عمارات کو متوازن رکھنے کے لئے اسی طرح کے HYDROLIC SYSTEM بنائے جائیں گے جس طرح کے SHOCK ABSORBERS کاروں میں لگائے جاتے ہیں۔ یہ بھی توقع کی جاتی ہے کہ اگلی صدی میں ٹوکیو میں جو بین الاقوامی ہوائی اڈہ بنایا جائے گا وہ اسی طرح پانی پر تیرتا ہوا ہوگا۔

روبوٹ سے آپریشن

روبوٹ صنعتی زندگی میں بہت اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ اگر آپ کسی کار بنانے والی فیکٹری کا معائنہ کریں تو آپ کو جگہ جگہ روبوٹ پرزوں کو جوڑتے، ویلڈنگ کرتے اور کاروں پر رنگ کرتے نظر آئیں گے کسی بڑے گودام میں جائیں تو روبوٹ پرزے لاتے اور لے جاتے ملیں گے۔ بنیادی طور پر روبوٹ کے دماغ میں طاقتور کمپیوٹر لگائے جاتے ہیں جو ان میں لگی ہوئی مختلف موٹروں کو چلاکر پکڑنے اور ایک جگہ سے دوسرے جگہ لے جانے کا کام کرتے ہیں۔

اب انجینئرز اور ڈاکٹرز نے مل کر ایک ایسا روبوٹ تیار کیا ہے جو ایک ماہر سرجن کی طرح نہایت ہی پیچیدہ اپریشن کرسکتا ہے۔ بعض مریضوں کو بار بار پیشاب کی شکایت پیدا ہوتی ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ انسانی جسم میں بعض غدوودں خاص طور پر پروسٹیٹ گلینڈ میں نالیوں میں کئی وجہ سے روک پیدا ہوجاتی ہے جسکی وجہ سے پیشاب کی بندش کی تکلیف ہوتی ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ صرف برطانیہ میں ہی لاکھوں مریض اس مرض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ روبوٹ میں لگے ہوئے کمپیوٹر کو ضروری معلومات مہیا کی گئیں۔ اسی طرح سرجن نے اس جگہ پر بھی نشانات لگائے جہاں سے اپریشن کیا جانا تھا۔ اس نشان شدہ جگہ کی معلومات بھی روبوٹ میں ڈال دی گئیں اور اس کے بعد روبوٹ کو اس پیچیدہ اپریشن کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ ڈاکٹر اور متعلقہ افراد صرف اس بات کی نگرانی کرتے رہے کہ روبوٹ صحیح طور پر اپریشن کر رہا ہے یا نہیں لیکن انہوں نے اپریشن کرنے میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ ڈاکٹروں کو یہ جان کر بڑا اطمینان ہوا کہ روبوٹ نے ۲۰ منٹ میں یہ پیچیدہ اپریشن کامیابی کے ساتھ مکمل کرلیا۔ ایک ہفتے کے اندر اندر مریض بیماری سے مکمل شفایاب ہوگیا۔ توقع کی جاتی ہے کہ اگلی صدی میں یہ مشینی ڈاکٹر ہسپتالوں میں استعمال ہونگے جس سے مریضوں کے اپریشن کے انتظار کی مدت میں بڑی حد تک کمی ہو جائے گی۔

Kenssy

Fried Chicken

TELEPHONE 0181-539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB

PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

مکتوب آسٹریلیا

دلچسپ خبریں

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

آسٹریلیا کے کوڑا کرکٹ کو ٹھکانے لگانے کے لئے بھوکے جراثیم کی خدمات حاصل کی جائیں گی۔

گھروں کا کوڑا کرکٹ دو قسم کا ہوتا ہے ایک نامیاتی (ORGANIC) یعنی جو ایسی اشیاء کا بچا کھچا حصہ یا فضلہ ہوتا ہے جو زمین اگاتی ہے اور دوسرا غیرنامیاتی (INORGANIC) جیسے پلاسٹک، کاغذ، گتہ، کپڑا وغیرہ۔ پہلی قسم جو نامیاتی ہے اس کے کوڑا کرکٹ کی مقدار آسٹریلیا کے بڑے آٹھ شہروں میں ۲۲ ملین ٹن تک سالانہ ہوتی ہے۔ اتنی بڑی مقدار کو ٹھکانے لگانا ایک خاصہ مشکل مسئلہ ہے۔ حکومت نے ۲۰۰۰ء تک اس مقدار کو ۴۰٪ کم کرنے کا ہدف مقرر کیا ہے۔ حکومت نے بتیس لاکھ ڈالر کے خرچ سے ایک تحقیق کروائی ہے جو دنیا بھر میں اس سلسلہ کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ تحقیق ہے۔ چنانچہ ایک ایسا بکٹیریا تیار کیا گیا ہے جو تیس سال کی بجائے صرف پانچ سال کے عرصہ میں کوڑا کرکٹ کو کھا کر اور اس پر عمل کرکے اسے نہایت قیمتی کھاد میں تبدیل کردے گا جو ملک کے اندر اور باہر فروخت کی جاسکے گی اور پھلوں اور اجناس کی پیداوار بڑھانے کا موجب ہوگی۔ اس طرح ان جراثیم (بیکٹیریا) کی مدد سے ہر سال جہاں کروڑوں ٹن کوڑا کرکٹ ٹھکانے لگ جایا کرے گا وہاں نہایت قیمتی روزی بھی مہیا ہو جائے گی۔ گویا آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام والی بات ہے۔

عمر بھر تر و تازہ رہنے کے لئے مچھلی کھائیں

انگلینڈ کے طبی مجلہ THE LANCET میں یونیورسٹی آف سرے کی ایک تحقیق شائع ہوئی ہے کہ مچھلی کے تیل میں جو اومیگا۔۳ (OMEGA-3) قسم کے تیل ہوتے ہیں وہ رات کے وقت نظر کی خرابی اور آنکھوں کی بیماری DYSLEXIA (جس میں پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے) کے لئے بہت مفید ہے۔ جو مائیں حمل کے دوران مچھلی زیادہ کھاتی ہیں ان کے بچے زیادہ ذہین ہوتے ہیں اور جو ہونے والی مائیں مچھلی نہیں کھاتیں ان کے بچوں کے دماغ اور آنکھ کے پردہ کی جھلی کمزور رہ سکتی ہے کیونکہ اس سے ڈی۔ایچ۔اے (DOCOSAHEXAENOIC ACID) کی کمی ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے دماغ اور آنکھوں کی صحیح نشوونما نہیں ہو سکتی۔

مچھلی پر کئی ادارے تحقیق کر رہے ہیں۔ سڈنی کے رائل پرنس الفریڈ ہسپتال والوں نے تحقیق کی ہے کہ جو بچے مچھلی نہیں کھاتے ان میں سے ۱۸ء۴ فیصد کو دمہ کی شکایت تھی اور جو ہفتہ میں ایک بار سے زیادہ مچھلی کھاتے تھے ان میں سے صرف ۹ء۴ فیصد بچے دمہ میں مبتلا تھے۔ گویا مچھلی دمہ، زکام، کھانسی وغیرہ کے خلاف بھی جسم میں مدافعت پیدا کرتی ہے۔

سڈنی ہی میں ایک اور ادارہ Garuan Institute نے بھی مچھلی پر تحقیق کی ہے وہ کہتے ہیں مچھلی میں اومیگا۔۳ کے استعمال سے خون جمنے کا خطرہ کم ہو جاتا ہے اس سے کولسٹرول لیول بھی کم ہوتا ہے نیز یہ جسم کی سوجن کو کم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے جس سے جوڑوں کی دردوں (ARTHRITIS) میں افاقہ ہوتا ہے۔ مچھلی ذیابیطس کے لئے بھی مفید ہے۔ جن جانوروں پر تحقیق کی گئی ان میں سے ایسے جن کو انسولین کے خلاف بدن میں مزاحمت تھی ان کو مچھلی کھلانے سے انسولین کے خلاف ان کی الرجی ختم ہوگئی۔

سڈنی مارننگ ہیرلڈ لکھتا ہے کہ مچھلی کے تیل کے ایسڈ کی صورت میں موجودہ ھزار سال کا معجزانہ علاج دریافت ہوا ہے۔ سالمن مچھلی جو بالخصوص اومیگا۔۳ سے بھرپور ہوتی ہے وہ امراض قلب۔ کولیسٹرول لیول، دمہ، آرتھرائٹس اور نظر کی بیماریوں کا بہت عمدہ علاج ہے۔ اخبار لکھتا ہے شاید ہی کوئی ہفتہ گزرتا ہوگا جب مچھلی کے فوائد پر کوئی نئی سے نئی تحقیق سامنے نہ آتی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مچھلی کو اپنے فضلوں میں سے گنواتے ہوئے اسے "لحماً طریاً" قرار دیا ہے (۱۶:۱۵)۔ "طریا" مصدر ہے جو کبھی مفعول اور کبھی فاعل کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے تو "لحماً طریاً" کے معنے ہوئے ایسا گوشت جو تروتازہ رکھا گیا ہے یا ایسا گوشت جو کھانے والے کو تروتازہ رکھتا ہے یعنی صحت بخش ہے۔ اور "طریا" ہونے کی وجہ سے جسم کی رطوبات کو قائم رکھتا ہے جیسے کسان زمین میں بیج بونے کے لئے اس کے "وطر" (وتر) پر آنے کا انتظار کرتا ہے۔ "طری البناء" کسی عمارت کو مٹی گارے سے پلستر کرنے کو کہتے ہیں جس سے عمارت میں ایک نیاپن، خوبصورتی اور مضبوطی پیدا ہوجاتی ہے۔ الغرض مچھلی کے فوائد پر ہمیشہ تحقیق ہوتی رہے گی اور ہر تحقیق قرآنی صداقت کو ثابت کرنے والی ہوگی۔

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

Muslim TV AHMADIYYA

Programme Schedule for Transmission from London 16th February - 29th February 1996

Friday 16th February 1996

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith
12.00	M.T.A Variety: Hamari Kaenat, part 9
12.30	Around the globe: with Mrs Tayyaba Bushra
1.00	MTA News
1.30	*Friday Sermon - Hadhrat Khalifatul Masih IV - Live from London
2.40	Nazm
2.50	*Mulaqat with Huzoor (Urdu).
3.50	*Liqaa Ma'al Arab
4.50	Qaseedah

Saturday 17th February 1996

11.30	Darsul Quran Hadhrat khalifa-tul-Massih IV Live from London.
1.00	MTA News
1.20	Tilawat.
1.30	Mulaqat: Huzoor meets Children
2.30	M.T.A Variety Mir Mahmood Ahmad Nasir
3.00	Tilawat
3.10	M.T.A Variety. Programme from Germany
3.50	*Liqaa Ma'al Arab
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes.

Sunday 18th February 1996

11.30	Darsul Quran Hadhrat khalifa-tul-Massih IV Live from London.
1.00	MTA News
1.20	Tilawat
1.30	Mulaqat: Huzoor meets English speaking friends.
2.30	A letter from London, by Ameer Sahib UK
3.00	Tilawat
3.05	M.T.A Variety. Programme from Germany.
3.50	*Liqaa Ma'al Arab
4:50	Qaseedah
4.55	Tomorrow's Programmes.

Monday 19th February 1996

11.30	Darsul Quran - by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Live from London
1:00	M.T.A. News
1.20	Tilawat
1:30	*Mulaqat
2:30	Dilbar Mera Yehi Hay, by Ch. Hadi Ali Sahib
3.00	Tilawat
3:10	M.T.A Variety: Bait Bazi.
3.50	*Liqaa Ma'al Arab
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes

Tuesday 20th February 1996

11.30	*Darsul Quran - by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Live from London
1.00	MTA News
1.20	Tilawat
1.30	*Mulaqat
2.30	Medical Matters
3.00	Tilawat
3.05	M.T.A Variety: Techtalk
3.50	*Liqaa Ma'al Arab
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes.

Wednesday 21st February 1996

**Eid-ul-Fitr

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	M.T.A Variety:- Eid programme from Pakistan.
1.00	MTA News
1:30	Special Eid Programme.
2.00	*Eid Sermon. By Hadhrat Khalifatul Masih IV.
3.05	Eid Programme
3.30	Nazm.
3.40	Children's Corner. Story Time.
3.50	*Liqaa Ma'al Arab
4.50	Qaseedah
	Please listen for announcements concerning Eid programmes.

Thursday 22nd February 1996

11.30	Tilawat
11.45	Malfoozat. By Ch. Hadi Ali Sb.
12.00	M.T.A Variety. Eid Programme.
1.00	M.T.A News
1.30	Around the Globe
2.00	Mulaqat
3.05	Eid programme.
3:50	*Liqaa Ma'al Arab
4.50	Tomorrow's Programmes
4.55	Qaseedah

Friday 23rd February 1996

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith
12.00	M.T.A Variety: Hamari Kaenat
12.30	*Learning Languages with Huzur No.71
1.00	MTA News
1.30	*Friday Sermon - Hadhrat Khalifatul Masih IV - Live from London
2.40	Nazm
2.50	*Mulaqat with Huzoor (Urdu).
3.50	*Liqaa Ma'al Arab
4.50	Tomorrow's Programmes.

Saturday 24th February 1996

11.30	Tilawat.
11.45	Darsul Hadith
12.00	MTA Variety - German programme
1.00	MTA News
1.30	Around the Globe
2.00	Children's Corner: - Mulaqat
3.05	Moshaira with Nabina Hazra'at
3.50	*Liqaa Ma'al Arab
4.50	Tomorrow's Programmes.
4.55	Qaseedah

Sunday 25th February 1996

11.30	Tilawat
11.45	Darsul Malfoozat
12.00	MTA Variety German Programme
1.00	MTA News
1.30	A Letter from London
2.00	*Mulaqat: Huzoor meets English speaking friends.
3.05	M.T.A Variety: With Hafiz Muzaffar Ahmad
3.50	*Liqaa Ma'al Arab
4:50	Tomorrow's Programmes.

Monday 26th February 1996

11.30	Tilawat
11.45	Darsul Malfoozat
12.00	Dil Bar Mera Yehi Hai - Ch Hadi Ali Sb
12.30	*Learning Languages with Huzur No 71 Pt 2
1:00	M.T.A. News
1.30	Around the Globe
2.00	Tarjumatul Qur'an Class No 113
3.05	MTA Variety - Waqfe Nau Programme from Pakistan
3.35	Children's Corner - Hikayat Sheereen
3.50	*Liqaa Ma'al Arab
4.50	Qaseedah
4.55	Tomorrow's Programmes

Tuesday 27th February 1996

11.30	Tilawat
11.45	*Seeratun Nabi (SAW)
12.00	Medical Matters
12.30	*Learning Languages With Huzur No 72 Pt 1
1.00	MTA News
1.30	Around the Globe Bheray Wallah
2.00	Tarjamatul Qur'an Class No 114
3.05	MTA Variety with Maulana Sultan Anwar
3.50	*Liqaa Ma'al Arab
4.50	Tomorrow's Programmes.

Wednesday 28th February 1996

11.30	Tilawat
11.45	Darsul Hadith
12.00	MTA Variety
12.30	*Learning Languages with Huzur No 72 pt2
1.00	MTA News
1.30	Around the Globe
2.00	*Homeopathy Class No 141
3.05	M.T.A Variety: with Muhammad Azem Akseer
3.50	*Liqaa Ma'al Arab
4.50	Tomorrow's Programmes.

Thursday 29th February 1996

11.30	Tilawat
11.45	Darsul Malfoozat
12.00	Medical Matters
12.30	*Learning Languages with Huzur No 73pt1
1.00	M.T.A News
1.30	Around the Globe
2.00	*Homeopathy Class No 142
3.05	M.T.A Variety: Quiz Programme
3.30	Children's Corner: Yassarnal Quran No.19
3:50	*Liqaa Ma'al Arab
4.50	Tomorrow's Programmes

Programmes or their timings may change without prior notice.
** Simultaneous Translations are available for the following programmes in Urdu, English, Arabic, French, Bengali, Turkish. Friday Sermon - Mulaqat - Tarjamatul Quran Class - and Liqaa Ma'al Arab*

***Programmes for Eid day will be announced nearer to Eid...please listen out for special announcements.*

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)

ISSN: 1352 9587

☎ (0) 181 870 8517

Fax: (0) 181 870 1095

Vol. 3 Friday, February 16, 1996 No. 7

حاصل مطالعہ

آج ہم قارئین الفضل کی خدمت میں چند خبریں بلا تبصرہ پیش کر رہے ہیں جو نارووال سے مکرم طاہر احمد صاحب نے بھجوائی ہیں۔ سب سے پہلے پیش ہے روزنامہ پاکستان لاہور، ۱۲ جنوری ۱۹۹۶ء میں شائع ہونے والی خبر، جو خبر کم اور لطیفہ زیادہ ہے۔

پولیس نے تعویذ گنڈوں اور پیروں کی مدد حاصل کر لی

گوجرانوالہ (بیورو رپورٹ) اداکار سلطان راہی کے قاتلوں کی گرفتاری کے لئے پولیس نے تعویذ گنڈوں کے ذریعے سراغ لگانے کا فیصلہ کیا ہے اور اس کے لئے بعض پیروں فقیروں کی خدمات حاصل کر لی ہیں۔ جائے وقوعہ اور اس کے نزدیکی علاقوں میں مختلف جگہوں پر تعویذ دبا دئے گئے ہیں اور مختلف پیروں سے عمل کروا کے قرب وجوار کے درختوں میں کیل ٹھونکے گئے ہیں۔ بعض پیروں کو پولیس اہل کاروں نے جائے وقوعہ کا معائنہ بھی کرایا ہے"۔

اور اب ذیل کی خبر پڑھئے

ملزم گرفتار نہ ہوئے

تعویذ بے اثر ہونے پر پولیس نے پیر کی بھی چھترول کر دی

گوجرانوالہ (بیورو رپورٹ) ملزمان کے گرفتار نہ ہونے اور عامل بابا اسحاق کے تعویذ بے اثر ہونے پر پولیس نے مذکورہ پیر کو گرفتار کر کے اس کی چھترول کی ہے۔ عامل بابا اسحاق نے پولیس کو یقین دہانی کروائی تھی کہ وہ اپنے عمل کے ذریعے جلد ہی ملزمان کو تلاش کرے گا۔ جب کہ پانچ روز گزرنے پر بھی اس کے عمل بار آور ثابت نہیں ہوئے۔

(روزنامہ پاکستان لاہور، ۱۴ جنوری ۱۹۹۶ء)

پاکستان میں کیسے کیسے محبّ وطن حکمران اور سرکاری افسران ہیں اس سلسلہ میں ذیل کی خبر ملاحظہ ہو:

ارکان پارلیمنٹ اور اعلیٰ حکام علاج کے نام پر ایک کروڑ کا زرمبادلہ کھا گئے

لاہور (نمائندہ خصوصی) بیرون ملک جانے والے بعض اعلیٰ حکام اور ارکان قومی و صوبائی تقریباً ایک کروڑ روپے کا قیمتی زرمبادلہ علاج کے نام پر کھا گئے اور بار بار کی یقین دہانیوں کے باوجود اس کی تصدیق شدہ تفصیلی حسابات محکمہ آڈٹ کو پیش نہیں کر سکے۔ ذرائع کے مطابق سال ۹۳۔ ۱۹۹۲ء کے دوران بعض اعلیٰ حکام اور ان کے خاندان کے افراد نے علاج کے لئے ۵۵،۲۱،۸۳۵ روپے ممبران قومی و صوبائی اسمبلی نے ۱۷،۷۵،۳۸۳ روپے اور بااثر افراد نے ۲۱،۱۱،۰۹۶ روپے کا زرمبادلہ بیرون ملک خرچ کیا لیکن وہ پاکستانی سفارت خانوں کے تصدیق شدہ سرٹیفکیٹ پیش نہیں کر سکے۔ اس ضمن میں محکمہ صحت پنجاب کو ان رقوم کی بازیابی کے بارے میں کہا گیا لیکن تاحال اس پر کوئی عمل نہیں ہوا۔

(روزنامہ صداقت، لاہور/ملتان، ۵ جولائی ۱۹۹۵ء)

اس کے برعکس وہ جنہیں یہ "محبان وطن" ملک کے غدار قرار دیتے ہیں ان کا کردار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ہفت روزہ نوائے بیکار کراچی، ۳۱ دسمبر ۹۵ء تا ۶ جنوری ۱۹۹۶ء میں شائع ہونے والی ذیل کی خبر۔

غریب دیس کا سرمایہ اپنے علاج پر خرچ کرنا نہیں چاہتا

لاہور (نوائے بیکار رپورٹ) نوبل انعام یافتہ اور عالمی شہرت کے حامل پاکستانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام ان دنوں لندن کے مقامی ہسپتال میں پراسرار بیماری کے سبب زیر علاج ہیں۔ ڈاکٹروں کے مطابق ابھی تک ان کے مرض کی تشخیص نہیں ہو سکی۔ دریں اثناء ڈاکٹر عبدالسلام نے حکومت پاکستان کی جانب سے علاج کی پیشکش کو مسترد کر دیا ہے اور کہا ہے کہ میں غریب دیس کا سرمایہ خرچ کرانا نہیں چاہتا"۔

منتخب اشعار

(از کلام حضرت ذوالفقار علی خان صاحب گوہرؒ)

بلبلہ قطرہ ہے اس کو توڑ کر رسوا نہ کر
تو بھی قطروں سے بنا ہے ناز اے دریا نہ کر

پردہ پوشی تو نے دنیا میں تو کی اے ذوالمنن
اس بھری محفل میں محشر کی مجھے رسوا نہ کر

نور ایماں ہو تو رہتی ہے ہمیشہ آب و تاب
عشق سے پاتی ہے گوہر آب داری زندگی

آخری جنگ ہے یہ نور کی اور ظلمت کی
فتح اسلام کا پھر مژدہ سنا دے پیارے

(کلام گوہر)

مختصر عالمی خبریں

(مرتبہ ابوالمسرور چوہدری)

ہندوؤں کا مسلمانوں کے خلاف ۴۰ نکاتی انتخابی ایجنڈا

(انڈیا) ہندوؤں کی انتہاپسند تنظیم وشوا ہندو پریشد نے ملک کی تمام سیاسی پارٹیوں کو ایک ۴۰ نکاتی "ہندو ایجنڈا" پیش کرتے ہوئے ان سے کہا ہے کہ وہ ان کو اپنے انتخابی منشور میں شامل کریں۔ اس ہندو ایجنڈے میں مسلمانوں کے ثقافتی حقوق کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ وشوا ہندو پریشد پارٹی بی۔جے۔پی کی قریبی حلیف ہے۔ اس نے انتخابات میں براہ راست حصہ نہ لینے کا فیصلہ کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ ایسی پارٹی کی حمایت کرے گی جو اس ہندو ایجنڈے کو اپنے انتخابی منشور میں شامل کرے گی۔

یہ پارٹی ملک میں ایک کامن سول کوڈ کے حق میں ہے اس طرح ایک سے زائد شادیاں کرنا غیرقانونی تصور ہوگا۔ نیز اس نے یہ اعلان بھی کیا ہے کہ متھرا اور بنارس کی مساجد کو ہندوؤں کے حوالہ کیا جائے کیونکہ وہ مساجد مندروں کی زمین پر بنائی گئی تھیں۔

بوسنیا میں دو لاکھ سے زائد افراد ہلاک ہوئے

(بوسنیا) بوسنیا میں ساڑھے تین سال کی خونریز جنگ کے نتیجہ میں دو لاکھ سے زائد افراد مارے گئے اور ۲۵ لاکھ افراد بے گھر ہوئے۔

ملک کو دوبارہ تعمیر کرنے کے لئے اگلے تین سال میں ورلڈ بنک کے اندازے کے مطابق ۵ء۱ بلین ڈالر خرچ ہونگے۔

ملک میں ہر گھنٹے بعد خواتین سے اجتماعی زیادتی کی واردات

(پاکستان) انسانی حقوق کونسل پاکستان کے صدر ممتاز احمد تارڑ نے کہا ہے کہ گزشتہ سال ۱۹۹۵ء کے دوران ملک میں ۱۲ ھزار خواتین کی بےحرمتی کی گئی جبکہ ۴۵ خواتین کو زیادتی کے بعد قتل کردیا گیا۔ ہلاک ہونے والوں میں ۴۰% کمسن بچیاں تھیں۔ ایک سال میں ۳۳ خواتین کو پٹرول اور تیزاب چھڑک کر ہلاک کیا گیا جبکہ ۳۵۰ خواتین کو برہنہ کرکے سرعام نچایا گیا۔ پاکستان میں جبری آبرو ریزی کا نشانہ بننے والی ۱۱ سال سے کم عمر لڑکیوں کا تناسب ۳۰% ہے جبکہ ۱۲ سے ۱۷ سال کی لڑکیوں کے ساتھ آبروریزی کے واقعات کا تناسب ۳۲% سے زیادہ ہے۔

ہر ۴۵ سیکنڈ بعد ایک خاتون پر جنسی حملہ ـ ایک خاموش متشددانہ طاعون کی سی بیماری

(امریکہ) امریکہ میں ہر سال سات لاکھ خواتین پر جنسی حملے ہوتے ہیں جو ہر ۴۵ سیکنڈ میں ایک حملہ بنتا ہے۔ امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن کے مطابق ملک میں یہ سب سے تیزی سے بڑھتا ہوا جرم ہے اور ایک خاموش متشددانہ طاعون کی سی بیماری ہے جو خوفناک رفتار سے بڑھ رہی ہے۔

پاکستان میں ہر سال ۶۰ لاکھ بچے ہلاک ہو جاتے ہیں

(پاکستان) "صحت کی سہولتوں کی عدم دستیابی، ماحولیاتی آلودگی اور غیرمتوازن غذا کی وجہ سے پاکستان میں ہر سال ۶۰ لاکھ بچے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔ یونیسیف کی ویڈیو فلم رپورٹ "پاکستانی بچوں کی حالت" کے مطابق ۲۵% بچے ایسے ہوتے ہیں جن کا پیدائش کے وقت وزن اڑھائی کلوگرام سے کم ہوتا ہے۔ کم وزن کے علاوہ دیگر کئی مسائل سے پاکستانی بچوں کی بقاء خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ ہر سال پیدا ہونے والے بچوں میں ہزار میں سے ۱۰۰ بچے سالگرہ منانے سے پہلے ہی اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں"۔ (جنگ لندن ۱۹ دسمبر ۹۵ء)

عیسائی مبلغین کو تبلیغی سرگرمیوں پر سزا

(انڈیا) مدھیا پردیش کے ایک دوردراز قصبہ میں ایک عدالت نے ۸۸ سالہ عیسائی مبلغ FATHER L. BRIDGET اور ۵۰ سالہ راہبہ SISTER VIRDHI EKKA کو مقامی قبائل کے لوگوں کو عیسائی بنانے کی وجہ سے ۶ ماہ قید اور ۵۰۰ روپے جرمانہ کی سزا دی ہے۔

تفصیلات کے مطابق ۱۹۸۸ء میں ان دونوں عیسائی منادوں نے مقامی قبائل کو عیسائی بنایا تھا مگر اس کی اطلاع ضلعی انتظامیہ کو نہ دی تھی جو قانونی جرم ہے۔

عیسائی مناد اب ضمانت پر رہا ہیں اور ۳۰ دن کے اندر اندر سزا کے خلاف اپیل کا حق رکھتے ہیں۔

یاد رہے کہ مدھیہ پردیش کے ۴۰% لوگ مختلف قبائل سے تعلق رکھتے ہیں جنکو عیسائی بنانے پر ہندو اور عیسائیوں میں کشیدگی پائی جاتی ہے۔

گو ہندوستان کی حکومت مذہبی آزادی کی حامی ہے تاہم بنیاد پرست ہندو عیسائیوں کی تبلیغی سرگرمیوں پر نالاں ہیں اور حکومت کا قانون مذہب کی تبدیلی کی ان حالات میں کہ زبردستی کی گئی ہو یا لالچ دے کر لوگوں کو بہلایا پھسلایا گیا ہو، اجازت نہیں دیتا۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ رواح الدین احمد